

وفاتِ مسیح و احیاءِ اسلام

تقریر بر موقوفہ حلبیہ سالانہ ۲۶ دسمبر ۱۹۷۸ء

محکم مولینا دوست محمد رضا شاہد

مؤرخ احمدیت

النَّاسِر

بیتِ اُمتِ اطریشیہ تصنیفِ رابعہ من احمدیہ پاکستانِ ربوہ

وفاتِ مسیحی اہل حیاتِ اسلام

تقریر بر موقعہ جلسہ سالانہ ۲۶ دسمبر ۱۹۷۸ء

مکرم مولینا دوست محمد ضا شاد

مؤرخ احمدیت

النَّاشِر

جماعتِ احمدیہ - کراچی

فہرست مضامین

صفحہ	عنوانات	صفحہ	عنوانات
۲۳	عقیدہ حیاتِ مسیح کے خلاف -	۵	مضمون کی اہمیت -
۲۶	قرآنی وحی کا نزول -	۶	مجرد خاکی جسم کی پرواز کا قدیم خیال -
۲۷	امتِ مسلمہ کو مسلسل یاد دہانی -		حضرت مسیح ناصری کا فیصلہ اور
	صحابہ رسولؐ کا اجماع وفاتِ	۸	یہود و نصاریٰ -
۳۱	مسیح پر -	۹	فرقہ باسیلیدیہ کا دلچسپ نظریہ -
۳۴	اجماعِ صحابہ کی بازگشتِ بحرین میں -	۱۰	شرک کا خوفناک طوفان -
۳۵	اجماعِ صحابہ کی ایک جھلک کو فہم میں -		ایک قرآنی پیشگوئی آخری زمانے
۳۶	اکابرِ امت اور عقیدہ وقایعِ مسیح -	۱۱	سے متعلق -
"	عیسائیوں کی سازش -		وفاتِ مسیح کا ثبوت تین زاویہ نما
	بزرگانِ سلف کی طرف سے سازش	۱۱	نگاہ سے -
۳۸	کا انکشاف -	۱۳	حضرت مسیح کا نام لیکر وفات کا اعلان
۳۹	مسیحی عقیدہ کے فروغ کا سبب		حضرت مسیح کا حقیقی مشن، انجیل
	باسیلیدیہ افسانہ کا اسلام میں نفوذ	۱۷	کی بشارت -
"	اور علماء ربانی کی تنقید -	۱۹	حدیثِ نبوی اور سفرِ ہجرت -
	نظریہ حیاتِ مسیح کے ہولناک نتائج	۲۰	قدیم تاریخ میں سفر کشمیر کا ذکر
۴۱	تیرھویں صدی ہجری میں -		حضرت خاتم الانبیاءؐ کا جہاد

صفحہ	عنوانات	صفحہ	عنوانات
۵۹	انکشافِ قبرِ مسیح کا ابتدائی ردِ عمل -	۴۳	صلیب کے علمبرداروں کے شہرِ ناک بھٹکنا -
۶۰	بشپ لیفرائے کی شکست اور اسلام کی فتح میں -	۴۴	مکہ و مدینہ پر صلیبی جھنڈا اُترانے کے خواب -
۶۳	اسلام کا فتح نصیب جرنیل -	۴۶	مدینۃ النبی کی آواز قادیان سے -
۶۴	اسلام اور علیشا کی جنگ اور دو عظیم تغیرات -	۴۸	حضرت ہمدی موعودؑ کی پُر شوکت دعوت فیصلہ -
۶۵	نظریہ وفاتِ مسیح کی مقبولیت دنیائے اسلام میں -	۵۰	عیسائی دنیا میں تشویش و اضطراب اور پادریوں کی عالمی کانفرنس -
۶۷	شخصیتِ مسیح کے متعلق جدید علمی اکتشافات -	۵۱	بعض قدیم نوشتے -
۶۸	خدا تعالیٰ کی قادرانہ تجلیات کا ایمان افروز منظر -	۵۳	حضرت ہمدی موعودؑ کی ایک اہم وصیت مسلمانانِ عالم کو -
۷۰	صعودِ مسیح سے متعلق الحاقی آیات کا اخراج -	۵۵	قبرِ مسیح سے متعلق بے نظیر تحقیق اور غلبہ اسلام سے اس کا تعلق -
۷۱	حضرت ہمدی موعودؑ کی چہ جلال مشکوٰۃ -	۵۷	لیکن شبہ لہم کی حقیقت افروز تفسیر -

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ وَعَلَى عِبْدِهِ الْمُسَبِّحِ أَمُوعُوْدٍ

وفات مسیح اور حیاتِ اسلام

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَجِيبُوا لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا
دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيكُمْ (الانفال: ۲۵)

مضمون کی اہمیت

برا اور انِ اسلام! موضوعِ تقریر ہے: "وفاتِ مسیح ناصری علیہ السلام اور احیاءِ اسلام" عہدِ حاضر کا یہ ایک نہایت اہم مضمون ہے کیونکہ حضرت مسیح ابن مریم علیہ السلام انجیل کی رو سے بھی محض "صبح کا ستارہ" تھے جو اپنے بعدِ مطلوب کائنات مقصود کائنات اور مرکز کائنات حضرت خاتم الانبیاء محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے آنے کی خوشخبری دینے کے لیے ظاہر ہوئے اور آفتابِ محمدیت کے اُفقِ بطحی پر طلوع ہونے سے قبل ہی غائب ہو گئے۔ لہذا اگر ایک

محظہ کے لیے بھی فرض کر لیا جائے کہ حضرت مسیح ناصری ابھی تک زندہ ہیں تو ماننا پڑیگا کہ ہمارے نبی نبیوں کے شہنشاہ رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم بھی اب تک اس عالم میں تشریف فرما نہیں ہوئے نظر ہر ہے کہ کوئی کلمہ گو بالخصوص ایک احمدی مسلمان اس ناپاک خیال کو ہرگز برداشت نہیں کر سکتا اُس کی تو پوری زندگی ہی غیر مسلموں کو مسلمان بنانے اور یہ دُعا کرنے کے لیے وقف ہے کہ ۷

اس دیں کی شان و شوکت یا رب مجھے دکھا دے
 سب جھوٹے دیں مٹا دے میری دُعا یہی ہے
 پس آج مجھے تاریخی حقائق اور واقعاتی شواہد سے ثابت کرنا ہے کہ حضرت
 مسیح علیہ السلام کی موت اور اسلام کی زندگی دونوں ہی متوازی صداقتیں ہیں جو
 سیدُ الکُلِّ، افضل الرُّسُل، سید الانبیاء، سید الاحیاء، محمد مصطفیٰ صلی اللہ
 علیہ وسلم کے ظہور سے لے کر قیامت تک لازم و ملزوم رہیں گی، اس نقطہ نگاہ سے
 بلا مبالغہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ اسلام کی بنیاد آج سے تیرہ سو سال قبل مسیحیت
 کے جعلی اور خود ساختہ عقیدہ حیاتِ مسیح کے خلاف جہاد پر رکھی گئی تھی۔
 اسلام کے شاندار ماضی کا راز بھی اسی علمی جہاد میں مخفی تھا اور اُس کا روشن
 مستقبل بھی اسی کے ساتھ وابستہ ہے۔

مجرّد خاکی جسم کی پرواز کا قدیم خیال

میرے بزرگو اور بھائیو!!
 یہ خیال کہ کوئی شخص اپنے خاکی جسم کے ساتھ اُڑ کر آسمان پر چلا گیا ایک
 پرانا خیال ہے جو ایشیا اور یورپ کی اقوام میں ہزاروں برس سے پایا جاتا ہے

(جیسا کہ ایک امریکی مصنف مسٹر ٹی۔ ڈبلیو۔ ڈون (Mr. T. W. DOANE) نے اپنی کتاب قصص بائبل (BIBLE MYTHS) میں بھی ثابت کیا ہے۔) حضرت ادریس علیہ السلام پہلے پیغمبر ہیں جنہیں آسمان پر اٹھائے جانے والوں کی فہرست میں شامل کیا گیا ہے چنانچہ دُرِّ منشور لسیوٹی (میں ہے کہ رُفِعَ إِلَى السَّمَاءِ السَّادِسَةِ فَمَاتَ فِيهَا (جلد ۴ ص ۲۴) یعنی حضرت ادریس چھٹے آسمان پر اٹھائے گئے اور وہیں فوت ہو گئے۔

اور البسایہ والنہایہ“ لابی الفداء (جلد ۳۱) میں ہے کہ حضرت ہارون علیہ السلام اُس تخت سمیت جس پر آپ کی وفات ہوئی تھی آسمان پر پہنچا دیئے گئے۔

اسی طرح ایلیا یعنی حضرت الیاس علیہ السلام کا بسم سمیت آسمان پر جانا سلاطین ۲ باب آیت ۱۱ میں مندرج ہے اور پھر اُترنے کا وعدہ صحیفہ ملاکی کے باب آیت ۵ میں بطور پیشگوئی دیا گیا ہے۔ اسرائیلی اس پیشگوئی کے مطابق آسمان کی راہ دیکھ رہے تھے اور نہایت بقراری سے حضرت الیاسؑ کے اُترنے کے منتظر تھے کہ حضرت مسیح ابن مریم علیہ السلام کا ظہور ہوا، آپ نے فرمایا کہ بچہ علیہ السلام ہی وہ الیاس ہیں جن کا آسمان سے آنا مُقَدَّر تھا (متی ۱۷) نیز اُپ طرف اشارہ کرتے ہوئے دعویٰ کیا:

”لَيْسَ آعَدُ صَعِدَ إِلَى السَّمَاءِ إِلَّا الَّذِي نَزَلَ مِنَ السَّمَاءِ ابْنُ الْإِنْسَانِ الَّذِي هُوَ فِي السَّمَاءِ“

(یوحنا ۳)

آسمان پر کوئی نہیں چڑھا سوائے اُس کے جو آسمان سے اُترا

یعنی ابن آدم جو آسمان میں ہے۔

اس عبارت میں ابن آدم سے مراد خود مسیح ناصر علیہ السلام کا وجود ہے اور آپ اُس وقت ہی جب آپ زمین پر تھے، اپنے تئیں آسمان پر قرار دیتے تھے اور آسمان پر چڑھنے اور اُترنے سے مراد آپ کی یہ تھی کہ جب تک کوئی انسان روحانیت کے اعتبار سے آسمانی نہ ہو وہ آسمان کی باتیں یعنی روحانی امور کو سمجھ ہی نہیں سکتا۔

حضرت مسیح ناصرؑ کا فیصلہ اور یہود و نصاریٰ

یہودی علماء نے خدا کے برگزیدہ مسیح کا فیصلہ قبول کرنے سے انکار کر دیا اور اپنی ظاہر پرستی کے باعث آپ کو کافر و ملحد کہہ کر آپ کے قتل کے منصوبے باندھنے لگے مگر اس سے بھی کمناک حادثہ یہ رونما ہوا کہ اس آسمانی فیصلہ کی دمچیاں خود مسیح کے پرستاروں نے اُڑا دیں، انہوں نے حضرت ابن مریمؑ کو خدا قرار دیدیا، آپ کی طرف خدائی صفات منسوب کر دیں اور اپنے زعم میں انہیں مسیح پرج آسمان پر چڑھا دیا اور یہ عقیدہ تراشا کہ آپ آخری زمانہ میں آسمان سے اُتریں گے اور آخری دور بھی اُنہیں کا ہوگا، یہ عقیدہ بگڑائی ہوئی عیسائیت کا مستقل حصہ بن گیا جس کی توثیق بعد میں نیسیا (NICAIA) کی مشہور چرچ کو نسل نے کر دی (انسائیکلو پیڈیا آف برٹینیکا زیر لفظ کریڈ (CREED) جلد ۶ ص ۶۱۹)

الین منریرز (ALLAN MENZIES) اور ولیم ایڈی (WILLIAM EDIE) جیسے مغربی مفکرین ان جدید خیالات کا موجد پلوں کو بتلاتے ہیں اور تسلیم کرتے ہیں کہ یہ اختراع غیر یہود لوگوں کو عیسائیت کا شکار کرنے کے لیے نہایت ہی موزوں ہتھیار تھا۔ (انسائیکلو پیڈیا آف ریجن اینڈ ایٹھکس جلد ۹ ص ۶۸۲)

فرقہ باسیلیدیہ کا دلچسپ نظریہ

دوسری صدی مسیحی میں اسکندریہ کے ایک نئے عیسائی فرقہ باسیلیدیہ (BASILIDES) نے جو حضرت مسیح کو خدا کا اکلوتا بیٹا اور دنیا کا نجات دہندہ تسلیم کرتا تھا یہ دلچسپ نظریہ پیش کیا کہ یسوع مسیح نے واقعہ صلیب کے وقت اپنی شکل ایک دوسرے شخص (شمعون قرینی) کو دے دی اور خود اس کی صورت اختیار کر لی، اس طرح شمعون کو یسوع مسیح کی بجائے تختہ دار پر لٹکا دیا گیا اور مسیح یہ نظارہ دیکھنے کے بعد آسمان پر چلے گئے، چنانچہ انسائیکلو پیڈیا آف ریسیمن اینڈ ایتھنکس (جلد ۲ ص ۴۸) میں لکھا ہے :-

“He appeared in human form and taught, but, at the crucifixion changed forms with Simon of cyrene, So that the letter was crucified in the form of Jesus, while christ Himself Stood by and mocked at His enemies in the form of S.mon ; for, since He was incorporeal, He was essentially invisible, and so He returned to the father.”

(Page 428—Basilides—Basilidians—System of
Doctrine ; Encyclopaedia of Religion and Ethics,
Vol. II.)

Edited by
(James Hastings M.A.D.D.)

(ترجمہ) یسوع انسانی شکل میں ظاہر ہوا اور تعلیم دیتا رہا مگر واقعہ صلیب کے دوران اُس نے اپنی شکل شمعون قرینی کو دے دی اور یوں شمعون یسوع کی بجائے مصلوب ہوا اور مسیح شمعون کی شکل میں اپنے دشمنوں کا مذاق اڑاتا رہا۔ چونکہ مسیح غیر مرنی جسم کا مالک

تھا اس لیے وہ نظروں سے اوجھل رہا اور اس طرح اپنے باپ کی طرف لوٹ گیا۔

فرقہ باسیلیدیہ کا یہ عقیدہ قطعی طور پر ناقابل تسلیم ہے کیونکہ تاریخ سے ثابت ہے کہ شمعون قرنیانی واقعہ صلیب کے بعد زندہ رہا اور عیسائیوں میں شامل رہا

شُرک کا خوفناک سیلاب

حضرت ادیس، حضرت ہارون، حضرت موسیٰ اور حضرت ایسا علیہم السلام کے رفع الی السماء کے قدیم نظریات تو تاریخ کے اوراق کی زینت بن کر رہ گئے مگر نظریہ حیاتِ مسیح کی بنیادی اینٹ چونکہ حضرت مسیح کی مافوق البشر خدائی صفات پر رکھی گئی تھی اس لیے اس کے نتیجہ میں شرک کا خوفناک سیلاب اُٹھ آیا جس نے ظہور اسلام سے قبل شمالی یورپ سے لیکر وسطی افریقہ تک کو اپنی لپیٹ میں لے لیا حتیٰ کہ جزیرہ عرب میں بھی عیسائیت کے وسیع اثرات پھیل گئے۔ اُس وقتِ الغابۃ میں ہے :-

إِنَّ الْعَرَبَ قَبْلَ الْإِسْلَامِ كَانَ كَثِيرٌ مِنْهُمْ قَدْ تَنَصَّرَ (جلد ۲۳ ص ۲۳۳)

یعنی قبل از اسلام بہت سے عرب قبائل نصرانی ہو چکے تھے۔

یہی وجہ ہے کہ ہمارے سید و مولیٰ افضل الرسل، سید الکمل حضرت خاتم الانبیاء امام الانبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم توحید خالص کی جو حسین تعلیم لیکر آئے اُس کا سب سے منظم تصادم عیسائیت ہی سے ہوا، کیونکہ عیسائی خیالات اسلامی توحید کی مکمل نفی کرتے تھے اور یہ حقیقت ہے کہ جب تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عشاق نے (جن سے میری مراد اکابر صحابہؓ اور تابعین ہیں) مسیحیت کے ایک ایک

نظریاتی قلعہ کو پاش پاش نہیں کر دیا وہ چین سے نہیں بیٹھے۔

ایک قرآنی پیشگوئی آخری زمانے سے متعلق

خدا تعالیٰ جانتا تھا کہ آخری زمانہ میں بھی عیسائیت کا فتنہ عقیدہ حیاتِ مسیح کی آڑ میں ایک بار پھر زور پکڑ جائے گا جو اسلام کے لیے سخت مُضِر ہو گا اور امتِ مسلمہ کو بے روح، بے جان اور مُردہ کر دے گا اس لیے اُس نے اپنی آخری کتاب میں یہ پیشگوئی فرمائی:

تَكَادُ السَّمُوتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَتَنْشَقُّ الْأَرْضُ وَ
تَخْرُجُ الْجِبَالُ هَدًى ۝

(سورۃ مريم: ۹۱)

فرمایا وہ نازک وقت آنے والا ہے کہ قریب ہے کہ تغایت کے غلبہ کے وقت آسمان پھٹ جائیں اور زمین شق ہو جائے اور پہاڑ گر جائیں یعنی قریب ہے کہ وہ استبان جو اخلاص کی وجہ سے آسمانی کلماتے ہیں گمراہ ہو جائیں، زمینی آدمی بگڑ جائیں اور وہ ثابت قدم لوگ جو مضبوط پہاڑوں کے مشابہ ہیں گر جائیں۔

وفاتِ مسیح کا ثبوت تین زاویہ ہائے نگاہ سے

قرآن مجید کا یہ بھی زندہ معجزہ ہے کہ اُس نے سب سے بڑھ کر جس نبی کی دنیا پر زور دیا ہے وہ حضرت مسیح علیہ السلام ہی ہیں اور اس مضمون پر مختلف پہلوؤں سے اُس نے اس طرح تکرار اور شدت کے ساتھ روشنی ڈالی ہے کہ انسانی عقل و رطہ حیرت میں گم ہو جاتی ہے۔ مسیح ناصری کی شخصیت کو دنیا میں تین حیثیتوں سے تسلیم کیا جاتا ہے:

① انسانوں میں سے ایک انسان۔

۲ رسولوں میں سے ایک رسول۔

۳ مصنوعی خداؤں میں سے ایک خدا۔

قرآن مجید نے ہر حیثیت سے اُن کی وفات کا اعلان عام فرمایا:
ایک انسان کی حیثیت سے حضرت مسیح کی وفات کا ذکر درج ذیل
آیت میں ملتا ہے:

وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ قَبْلِكَ الْخُلْدَ أَفَإِنْ مِتَّ فَهُمُ
الْخُلْدُونَ ۝ (الانبیاء: ۳۵)

یعنی ہم نے تجھ سے پہلے کسی بشر کو غیر طبعی عمر نہیں بخشی۔ کیا اگر تو مر جائے
تو وہ غیر معمولی لمبی عمر تک زندہ رہیں گے۔

خُلُود کے مفہوم میں حضرت امام راغب اصفہانی (متوفی ۵۰۲ھ) کی مشہور
لغت "مفردات القرآن" کے مطابق یہ بات داخل ہے کہ ہمیشہ ایک ہی حالت میں ہے۔

پھر فرمایا:
أَيْنَ مَا تَكُونُوا يَدْرِكَكُمُ الْمَوْتُ وَلَوْ كُنْتُمْ فِي بُرُوجٍ
مُشِيدَةٍ ۝ (النساء: آیت ۷۹)

یعنی تم جہاں کہیں بھی ہو موت تمہیں آپکے درے گی خواہ تم مضبوط قلعوں
میں (ہی کیوں نہ) ہو۔

حضرت علامہ امام راغب اصفہانیؒ نے "بُرُوج" کے معنی ستاروں کے
بھی کئے ہیں (مفردات القرآن) پس حضرت مسیح ناصرؑی خواہ چاند اور دوسرے ستاروں
اور سیاروں میں بھی چلے جاتے پھر بھی وہ موت سے نہیں بچ سکتے تھے۔

ایک رسول کی حیثیت سے حضرت مسیح نامری علیہ السلام کی وفات کا ذکر
قرآن عظیم نے کس پر شوکت انداز میں کیا ہے:

وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ ۖ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ۚ

(ال عمران : آیت ۱۴۵)

یعنی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم صرف ایک رسول ہیں آپ سے پہلے سب رسول فوت ہو گئے ہیں۔

عیسائی دنیا سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدائی کا درجہ دیتی تھی اللہ جل شانہ و عز اسمہ نے اس حیثیت سے بھی آپ کی وفات پر مہر تصدیق ثبت کر دی۔ چنانچہ ارشاد فرمایا :

وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ لَا يَخْلُقُونَ شَيْئًا وَهُمْ يُخْلَقُونَ ۚ أَهْوَآتٌ غَيْرُ أَحْيَاءٍ ۚ وَمَا يَشْعُرُونَ ۚ
أَيَّانَ يُبْعَثُونَ ۚ (سورة النحل : آیت ۲۱-۲۲)

اور اللہ کے سوا جن (معبودانِ باطلہ) کو وہ پکارتے ہیں وہ کچھ (بھی) پیدا نہیں کر سکتے بلکہ آپ پیدا شدہ ہیں مرچکے ہیں زندہ بھی تو نہیں ہیں اور نہیں جانتے کہ کب اُٹھائے جائیں گے۔

ابن مریمؑ مرگیا حق کی قسم
داخلِ جنت ہوا وہ محتدم
ماتا ہے اُس کو فرقاں سرسبز

اُس کے مرجانے کی دیتا ہے خبر
کوئی مُردوں سے کبھی آیا نہیں
یہ تو فرقاں نے بھی بتلایا نہیں

حضرت مسیح کا نام لے کر وفات کا اعلان

کتاب اللہ نے حضرت مسیح نامی کا نام لے کر بھی آپ کی وفات کا صریح الفاظ

میں ذکر کیا ہے۔ فرماتا ہے کہ قیامت کو خدا تعالیٰ عیسیٰؑ سے پوچھے گا کہ کیا تو نے اپنی قوم کو یہ تعلیم دی تھی کہ مجھے اور میری ماں کو خدا کر کے مانا کر دو وہ جواب دیں گے۔

وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مَّا دُمْتُ فِيهِمْ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي كُنْتُ أَنْتَ الرَّقِيبَ عَلَيْهِمْ ط (المائدة: آیت ۱۱۸)

یعنی جب تک میں اپنی قوم میں تھا میں اُن کو یہی تعلیم دیتا رہا کہ خدا ایک ہی ہے اور میں اس کا رسول ہوں، پھر جب تو نے مجھے وفات دیدی تو بعد اس کے مجھے اُن کے عقائد کا کچھ علم نہیں۔

اس آیت میں تَوَفَّی کا لفظ حضرت مسیح ابن مریمؑ کے بیان کی کلید ہے۔

جس کے معنی ہمارے آقا ہمارے مولیٰ پیغمبر خدا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم (زادہ ابی و اُمّی) نے اپنی زبان مبارک سے وفات ہی کے لئے ہیں۔ چنانچہ بخاری، کتاب التفسیر جلد ۲ صفحہ ۸۰ میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں بھی قیامت کے دن وہی کہوں گا جو مسیح ابن مریمؑ نے کہا ہے یعنی وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مَّا دُمْتُ فِيهِمْ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي كُنْتُ أَنْتَ الرَّقِيبَ عَلَيْهِمْ یعنی میں جب تک اُن میں تھا اُن پر گواہ تھا پھر جب تو نے مجھے وفات دیدی تو اُس وقت تو ہی انکا نگہبان، نگران اور محافظ تھا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس تفسیر سے بالکل واضح ہو گیا کہ حضرت عیسیٰؑ مسیحیوں میں شرک پھیل جانے سے قبل یقینی طور پر وفات پا چکے تھے۔ قرآن مجید کی ایک علمی کرامت یہ ہے کہ اُس نے ایک ذاتِ حضرت مسیح کے یہ رَفْعُ إِلَى السَّمَاءِ کی بجائے رَفْعُ إِلَى اللَّهِ کا نظریہ پیش کیا ہے اور آپ کی نسبت کہیں بھی ”جسمِ منصری“ اور ”زندہ“ اور ”آسمان“ کے الفاظ استعمال نہیں کئے۔ دوسری طرف کلام اللہ نے یہ موقف پیش کیا ہے کہ کوئی ”بَشَرٌ“ اور ”رَسُولٌ“ محض اپنے

خاکی جسم سمیت اُڑ کر آسمان تک جا ہی نہیں سکتا، چنانچہ قرآن کریم میں لکھا ہے کہ کفار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مطالبہ کرتے ہیں کہ تو ہمیں آسمان پر چڑھ کر دکھا تب ہم ایمان لائیں گے۔ اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قُلْ مُبِحَاتِ رَبِّي هَلْ كُنْتُ إِلَّا بَشَرًا رَسُولًا ۝ (بنی اسرائیل: ۹۴) یا رسول اللہ تو کدے کہ میرا خدا اس سے پاک تر ہے کہ اس دارالابتلاء میں کھلے کھلے نشان دکھلا د اور میں محض بشر رسول ہوں اور بشر رسول پرواز کر کے آسمانوں پر نہیں جابا کرتے نہ جاسکتے ہیں۔

مُعَزَّز حضرات! میں سمجھتا ہوں کہ اب وقت آگیا ہے کہ دنیا کے دانشور مُفکّر اور دینی راہنما قرآن مجید کی اس آیت کریمہ پر خوب غور و تدبیر کریں اور اس اہم نکتہ پر غور فرمائیں کہ راکٹ خلائی جہاز اور چاند گاڑی کی ایجادیں اس زمانہ میں ہوئی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ نہ تو عیسائیوں کا یہ عقیدہ ہے کہ حضرت مسیح کسی جہاز پہ بیٹھے کے آسمانوں پر گئے ہیں اور نہ کفار ہی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ مطالبہ کیا تھا کہ آپ مشینی آلات کے ذریعہ آسمان پر تشریف لے جائیں۔ دونوں کے مد نظر مجرّد خاکی جسم کے ساتھ اُڑ کے آسمان پر پہنچنے کا خیال کار فرما تھا اور اسی خیال کو قرآن مجید نے باطل ٹھہرایا ہے اور بتایا ہے کہ کسی بشر رسول کا بجسدِ عنصری زندہ آسمان پر چڑھ جانا خدا کی اُزلیّ سنت کے صریحاً خلاف ہے اور کسی ماں نے ایسا بیٹا ہی نہیں جنّا نہ قیامت تک جنّی ہو سکتی ہے جو اس قرآنی صداقت کو غلط ثابت کر سکے۔

اس تعلق میں خدا کی پاک کتاب نے یہ ازلی قانون بھی بیان فرمایا ہے :

وَلَكُمُ فِي الْأَرْضِ مَسْتَقَرٌّ وَمَتَاعٌ إِلَىٰ حِينٍ ۝ (البقرہ آیت ۳۴)

یعنی تم اپنے جسم خاکی کے ساتھ زمین میں ہی رہو گے یہاں تک کہ اپنے

تمش کے دن پورے کر کے مچاؤ گے۔

اس آیت میں ”الْأَرْضُ“ کے معنی قرآنی محاورہ اور رُوح کے مطابق زمینی ماحول کے ہیں کیونکہ قرآن مجید ہی وہ عظیم کتاب ہے جس نے چودہ سو سال پہلے یہ خبر دی تھی کہ وَإِذَا الْأَرْضُ مُدَّتْ ۝ (سورة الانشقاق: آیت ۴) کہ ایک وقت آئے گا کہ زمین پھیلا دی جائے گی مگر یہ کیسے ہوگا؟ قرآن مجید اس کا جواب یہ دیتا ہے کہ

يَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُونَ ۝ (النحل: ۹)

خدا تعالیٰ ایسی سواریاں پیدا کر دے گا جسے تم ابھی نہیں جانتے۔ پھر فرمایا:
وَمِنْ آيَاتِهِ خَلْقُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا
مِنْ ذَاتِي ط وَهُوَ عَلَىٰ جَمْعِهِمْ إِذَا يَشَاءُ قَدِيرٌ ۝
(سورة الشورى: آیت ۳۰)

اور آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان
جانداروں کی قسم سے اُس نے پھیلا یا ہے اُس کے نشانوں میں
سے ہے اور جب وہ چاہے گا اُن سب کے جمع کرنے پر قادر
ہوگا۔

پس جبکہ قرآن مجید میں پیشگوئی موجود ہے کہ ایسی ایجادات ہونیوالی ہیں جن
سے انسان چاند، مریخ، زہرہ اور دوسرے ستاروں یا سیاروں تک پہنچ سکیگا
تو ثابت ہوا کہ ”الْأَرْضُ“ سے مراد قرآنی اصطلاح میں ارضی ماحول ہے اور مطلب
یہ ہے کہ کوئی انسان زمینی سواری، زمینی لباس، زمینی خوراک اور زمینی ہوا کو ساتھ
لیے بغیر آسمانوں پر نہیں جاسکتا۔ پس یہ مسیحی عقیدہ کہ مسیح مریح ارضی ماحول کے سہاروں
کے بغیر ہی اپنے جسدِ خاکی سے آسمان پر چلے گئے، قرآن کریم کی رُوح سے سراسر باطل ہے

آواز سنیں گی، پھر ایک ہی کلمہ اور ایک ہی چرواہا ہوگا۔“

(روحنا: باب آیت ۱۴ - ۱۶)

قرآن مجید نے حضرت مسیح علیہ السلام کی زندگی کے ایک نہایت اہم اور پوشیدہ درق کو بھی اجاگر کیا ہے اور بتایا ہے کہ آپ کو حادثہ صلیب سے نجات کے بعد چرخِ چہارم پر نہیں بلکہ دنیا کے ایک بلند پہاڑی مقام پر پناہ گزین ہونا پڑا تھا چنانچہ فرماتا ہے:

وَجَعَلْنَا ابْنَ مَرْيَمَ وَأُمَّهُ آيَةً وَآوَيْنَاهُمَا إِلَى رَبْوَةٍ

ذَاتِ قَرَارٍ وَمَعِينٍ ۝ (سورۃ المؤمنون: آیت ۵۱)

یعنی ہم نے حضرت عیسیٰؑ اور اُن کی والدہ کو یہودیوں کے ہاتھوں سے بچا کر ایک ایسے پہاڑ میں پہنچا دیا جو آرام اور خوشحالی کی جگہ تھی اور مُصَفّی پانی کے چشمے اُس میں جاری تھے۔

حدیثِ نبویؐ اور سفرِ ہجرت

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت مسیح نامرئی کے سفرِ ہجرت پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا:

”كَانَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ لَيْسِيحُ فَإِذَا آمَسَى أَكَلَ بِقُلِّ الصَّخْرِ أَوْ وَكَيْشَرَبُ مَاءِ الْقَرَارِ“

(کنز العمال جلد ۲ ص ۱۷ طبع اول)

یعنی حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام ہمیشہ سیاحت کیا کرتے تھے اور جہاں شام پڑتی تھی جھگلی کی سبزیاں کھاتے اور خالص پانی پیتے تھے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی واضح فرمایا کہ اس سیاحت کا حکم انہیں الہام ربّانی سے ملا تھا۔ چنانچہ حدیث ہے:

”وَحَيَّ اللَّهُ تَعَالَى إِلَى عَيْسَى أَنْ يُعَيْسَى ائْتَقِلْ مِنْ مَكَانٍ
إِلَى مَكَانٍ لَسَلَا تُعَرَفَ فَتَوَدَّى -“ (کنز العمال جلد ۲ ص ۳۳)
(توحید) اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی کہ
اے عیسیٰ! ایک جگہ سے دوسری جگہ کی طرف نقل مکانی کرنا روٹا کوئی
تجھے پہچان کر دکھ نہ دے۔

قدیم تاریخ میں سفر کشمیر کا ذکر

کشمیر کی ایک قدیم اور مستند قلمی تاریخ جو قریباً چھ سو برس قبل
مترتب کی گئی اس کے صفحہ ۱۶۹ پر حضرت میٹج کے سفر کشمیر کا واضح الفاظ میں ذکر موجود
ہے چنانچہ لکھا ہے کہ:

”دریں وقت حضرت یوز آسف از بیت المقدس بجانب وادی
القدس مرفوع شدہ دعویٰ پیغمبری کر دے شب و روز عبادت باری
تعالیٰ کر دے و در تقویٰ و پارسائی بدرجہ اعلیٰ رسیدہ خود را برسات
ال کشمیر مبعوث (گمارید) و بدعوتِ خلافت اشتغال نمود زیرا کہ کثیر
مردمان خطہ عقیدت مند آنحضرت بودند۔ راجہ گوپانند اعتراض
ہندو آں پیش او کر دے حکم آنحضرت سلیمان کہ ہندو آں نامش سدیکان
دانند تکمیل گنبد مذکور کر دے (سال پنجاہ و چار) و نیز بر زروبان نوشت
کہ دریں وقت یوز آسف دعویٰ پیغمبری می کند و بر دیگر سنگ زردبان
ہم نوشت کہ ایشاں یسوع پیغمبر بنی اسرائیل است و در کتاب ہندو
و اسلام کہ آنحضرت بعینہ حضرت عیسیٰ روح اللہ علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام
بود تمام یوز آسف ہم گرفت۔ والعلوم عند اللہ۔ عمر خود دریں سہرہ بد

رحلت بجلہ انزمرہ آسود و نیز می گویند کہ بروضہ آنحضرت انوار نبوت
جلوہ گرمی باشند۔“

ترجمہ: حضرت یوز آسف بیت المقدس سے وادی اقدس کی
جانب مرفوع ہوئے اور آپ نے پیغمبری کا دعویٰ کیا شب و روز
عبادت الہی میں مشغول تھے اور تقویٰ و پارسائی کے اعلیٰ درجہ کو پہنچ کر
خود کو اہل کشمیر کی رسالت کے لیے مبعوث قرار دیا اور دعوتِ خلافت
میں مشغول ہوئے چونکہ خطہ کشمیر کے اکثر لوگ آنحضرت (یوز آسف)
کے عقیدت مند تھے راجہ گوبانند نے ہندوؤں کا اعتراض اُن کے
سامنے پیش کیا اور آنحضرت کے حکم سے سلیمان نے جسے ہندوؤں نے
سندیکان کا نام دیا تھا گنبد مذکور کی تکمیل کی (۳۷۷ھ تھا) اس نے
گنبد کی سیڑھی پر لکھا کہ اس وقت یوز آسف نے دعویٰ پیغمبری
کیا ہے اور دوسری سیڑھی کے پتھر پر لکھا کہ آپ بنی اسرائیل کے
پیغمبر یسوع ہیں۔ میں نے ہندوؤں کی کتاب میں دیکھا ہے کہ آنحضرت
(یوز آسف) بعینہ حضرت عیسیٰ روح اللہ علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ تھے
اور آپ نے یوز آسف کا نام اختیار کیا ہوا تھا۔ والعلم عند اللہ۔
آپ نے اپنی عمر اسی جگہ بسر کی اور وفات کے بعد محلہ انزمرہ
(سریگر) میں دفن ہوئے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ آنحضرت کے روضہ سے
انوار نبوت جلوہ گر ہوتے ہیں۔

تلمی تاریخ کا اصل متن فارسی میں ہے جس کا عکس کشمیر کے مشہور ماہر آثار قدیمہ
اور ریسرچ سکالر جناب محمد یسین ایم۔ اے۔ ایل ایل بی۔ پی۔ ایچ۔ ڈی نے
بعض محققین کے نزدیک یہ تاریخ حضرت ملا نادر رحمۃ اللہ علیہ کی تالیف ہے۔

اپنی کتاب مسٹر نریش آف کشمیر (Mysteries of Kashmir) مطبوعہ ۱۹۶۲ء کے صفحہ ۹ پر شائع کیا ہے۔

اس قدیم قلمی تاریخ کے علاوہ بارہویں صدی ہجری کے ایک کشمیری بزرگ حضرت مولانا خواجہ محمد اعظم شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے "تاریخ کشمیر اعظمی" کے صفحہ ۸۶ پر بھی اس تاریخی واقعہ اور قبر پر فیوض و برکات نبوت کے ظاہر ہونے کا تذکرہ فرمایا ہے۔ یہ کتاب پہلی بار ۱۳۰۳ھ ہجری مطابق ۱۸۸۵ء میں مطبع محمدی لاہور سے شائع ہوئی۔

قرآن مجید نے سیدنا حضرت مسیح علیہ السلام کو "وَجِئْنَا فِي الدُّنْيَا" (آل عمران: ۱۵۷) کے لقب سے نوازا جس سے یہ نتیجہ برآمد ہوتا ہے کہ آپ کو اپنی زندگی کے آخری دور میں بہت دجا یعنی عزت اور تہاد عام فکوں کی نظر میں بزرگی مل گئی اور خدا تعالیٰ نے آپ کو جس مقصد سب نبی اسرائیل کی طرح بجا تھا وہ پورا ہو گیا چنانچہ تاریخ سے پتہ چلتا ہے کہ اپنی ہجرت کے بعد آپ نے بنی اسرائیل کے جن قبیلوں میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قبول کرنے کی وصیت فرمائی تھی وہ آخر کار سب کے سب مسلمان ہو گئے، لیکن اگر معاذ اللہ یہ سچی نظریہ ایک سیکنڈ کے لیے بھی صحیح مان لیا جائے کہ حضرت مسیحؑ حادثہ صلیب کے بعد بنی اسرائیل کو چھوڑ کر کشمیر کی بجائے آسمان پر ہجرت کر گئے تھے اور آج تک وہیں جاگزیں اور زندہ موجود ہیں تو قرآنی نظریات کی پوری عمارت متزلزل ہو جاتی ہے۔

اس پس منظر سے صاف عیاں ہے کہ وفات مسیح کے تصور کا اسلام کی زندگی کے ساتھ ہمیشہ ہی چولی دامن کا ساتھ رہا ہے۔

حضرت خاتم الانبیاء کا جہاد عقیدہ حیات مسیح کے خلاف

یہی دجہ ہے کہ ہمارے آقا سید الانبیاء سید الاحیاء ختم المرسلین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے (جو ختم قرآن اور مہبط فرقان تھے) ہمیشہ ہی عیسائیت

کے نظریہ حیات مسیح کے خلاف ”مجموعہ جہاد“ بند کئے رکھے۔ یہ حقیقت عہد نبویؐ کے مشہور واقعہ وفدِ نجران سے خوب ظاہر ہو جاتی ہے۔

مکہ معظمہ سے یمن کی طرف ساٹھ منزل پر نجران کی عیسائی ریاست تھی جہاں ایک عظیم الشان گرجا تھا جس کو وہ کعبہ نجران کہتے تھے اور حرم کعبہ کا حجاب سمجھتے تھے۔ یہ کعبہ تین سو کھالوں سے گنبد کی شکل میں بنایا گیا تھا، غرب میں عیسائیوں کا گائیڈ مذہبی مرکز اس کا پسمرنا تھا، اس ریاست کا انتظام تین شعبوں پر تقسیم تھا، خارجی اور جنگی امور کے ناظم کو ”سید“ کہتے تھے۔ دیادی اور داغلی امور ”عاقب“ کے سپرد ہوتے اور دینی امور کا ذمہ دار ”اسقف“ (لاد ڈیشپ) کہلاتا تھا۔ ان مذہبی پیشواؤں کا تقرر خود قیصر روم کیا کرتا تھا۔ (مجموعہ السیلاں جلد ۱ ص ۳۳۳)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو دوسرے بادشاہوں کے ساتھ تبلیغی خط لکھا جس پر شہ ہجری میں نجران کا ایک پُرشکوہ وفد مدینہ حاضر ہوا۔ یہ وفد ساٹھ ارکان پر مشتمل تھا اور اس میں ریاست کے تینوں لیڈر بھی تھے۔ جن کے نام یہ ہیں عبدالمسیح (عاقب) شرجیل یا اسیم (سید) اور ابو حارثہ بن علقمہ (اسقف) یہ وفد شاہی ترک و احتشام کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ آنحضورؐ نے انہیں مسجد نبویؐ میں اُتار دیا۔ تھوڑی دیر بعد ان کی نماز کا وقت آیا تو پیغمبر اُس صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت سے ان لوگوں نے مسجد نبویؐ میں ہی اپنی مخصوص عبادت کی جس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وفد کو جوگایا عیسائی دنیا کا ایک نمائندہ وفد تھا اسلام کی طرف بلایا اور انہوں نے جواب میں کہا کہ ہم تو پہلے ہی مسلمان ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم مسیح کو خدا کا بیٹا مانتے، صلیب پر جتے اور خنزیر کھاتے ہو۔ یہی وجہ ہے کہ تمہیں اسلام لانے میں تامل ہے، کہنے لگے اگر میں مسیح خدا کا بیٹا نہیں تو اُس کا باپ کون ہے؟ یہ آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اَلَسْتُمْ تَعْلَمُوْنَ اِنَّهُ لَا يَكُوْنُ وَلَدٌ اَوْ
 يُشَبِّهُ اَيًّاكُمْ۔“ کیا تمہیں علم نہیں کہ ہر بیٹا اپنے باپ کے مشابہ ہوتا ہے انہوں
 نے عرض کیا۔ یقیناً۔ اس پر حضورؐ نے پوسے جلال کے ساتھ فرمایا:
 ”اَلَسْتُمْ تَعْلَمُوْنَ اِنَّ رَبَّنَا حَتَّى لَا يَمُوْتُ وَ اِنَّ رِيسِي
 اَتَى عَلَيْهِ الْقَنَاءُ“

(اسباب الترمذی ص ۳۳۸ از حضرت ابوالحسن علی بن احمد الواحدی النیسابوری

متوفی ۳۸۰ھ طبع ۴۹۸ھ)

یعنی کیا تم نہیں جانتے کہ ہمارا رب زندہ ہے کبھی نہیں مرتا، مگر
 حضرت عیسیٰؑ و قات پائیکے ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ایمان افروز جواب معاذ اللہ کوئی مناظرہ یا مجاہدانہ
 وادو بیچ تئیں تھا بلکہ اس کی بنیاد قرآن مجید کے علاوہ حضورؐ کے روحانی اور کشفی
 مشاہدات پر تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر البصیرت یقین رکھتے تھے کہ حضرت مسیحؑ انتقال
 کر چکے ہیں کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے معراج کی رات آسمانوں میں
 گذشتہ تمام انبیاءؑ کی ندوحوں کے ساتھ حضرت مسیحؑ نامہری علیہ السلام کی روح ہی دیکھی
 تھی کثیف جسم نہیں دیکھا تھا اور لغت عرب میں بھی نیک بندوں کی ارواح کے جسموں
 کو سہماہ (یعنی آسمان) ہی کہتے ہیں۔ (اقرب الموارید ص ۵۲۵)

اور متلاذبتی ہے:

مَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ ۖ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ ۝

(النجم: آیت ۲-۵)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قول بشری ہوا و ہوس کے چشمہ سے نہیں
 نکلتا بلکہ آپ کا قول خدا کا قول ہے۔

اس آیت کی رو سے ماننا پڑتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل نحران کے سامنے وفاتِ میثح کی وجہ ہان قاطع پیش فرمائی وہ یقیناً خدائی تقسیم سے تھی۔ معلوم ہوتا ہے کہ حضورؐ اپنی اُمرت کو یہ تاکیدِ سبق دینا چاہتے تھے کہ وہ ہمیشہ صلیب پرستوں کے خلاف اپنے فاع کے لیے وفاتِ میثح کے فولادی مورچے پر ڈٹے رہیں ورنہ جس طرح سسہ بھری میں کفار کا لشکر اُحد کی پھاڑی کا درہ خالی پاکر دوبارہ چڑھائی کر کے آگیا تھا اور مسلمانوں کی فتح عارضی طور پر شکست سے تبدیل ہو گئی تھی۔ اسی طرح وفاتِ میثح کے مورچہ کو خالی پاکر عیسائیت کو یلغار کرنے کا موقع مل جائے گا اور مسلمانوں کی سطوت و شوکت خاک میں مل جائیگی۔

قرآنی وحی کا نزول

بہر کیف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عیسائیت کے خلاف اس زندہ اور محکم دلیل کو حضرت اُحدیت کی بارگاہ میں ایسی غیر معمولی قبولیت عطا ہوئی کہ اس کے ساتھ ہی قرآنی وحی اُترنی شروع ہوئی۔ اس موقع پر جو آیات نازل ہوئیں اُن میں یہ آیت بھی تھی۔

اِذْ قَالَ اللّٰهُ لِيَعِيسٰى اِنِّیْ مُتَوَفِّیْكَ وَرَافِعُكَ اِلَیَّ وَ
مُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا (آل عمران: آیت ۵۶)

یعنی اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! اپنے رب کا وہ فضل یاد کر کہ جو اُس نے عیسیٰ علیہ السلام پر کیا اور بشارت دی کہ میں تجھے طبعی وفات دُونِ گما یعنی تو صلیب پر نہیں مارا جائے گا اور تجھے وفات کے بعد اپنی طرف اُٹھاؤں گا اور جو الزامات تیرے پر لگائے جاتے ہیں ان سب سے تیرا پاک ہونا ثابت کر دُونِ گما۔

اس آیت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے وعدہ کیا گیا تھا کہ تیری وفات اور رفع الی اللہ کے بعد نبی آخر الزمان بھیجا جائے گا جس کے ذریعہ نیری ذات سے تمام اعتراضات دُور ہو جائیں گے اور لوگوں پر ظاہر ہو جائے گا کہ آپ خدا کے سچے رسول اُس کے مُقرب اور آسمان رُوحانیت کے ایک بند مقام پر فائز ہیں، خدا کا یہ وعدہ ہمارے نبی محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ بابرکات سے پورا ہو گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کے بھی مُحسن ہیں جن کا دامن آپ نے ہر ایک الزام اور آلائش سے پاک کر کے دکھلا دیا۔

اُمّتِ مسلمہ کو مسلسل یاد دہانی

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف مدینہ کی مسجدِ نبویؐ میں ہی حضرت مسیح ناصری کی وفات کا اعلان نہیں فرمایا بلکہ اپنی زندگی میں اُمّتِ مسلمہ کو اس کی طرف بار بار توجہ دلائی۔ اس حقیقت کے ثبوت میں یہ عاجز بطور نمونہ تین احادیث کا ذکر کرنا چاہتا ہے:-

پہلی حدیث

”كَوْكَانَ عِيسَى حَيًّا مَّا وَسِعَتْهُ اِلَّا اِتِّبَاعِي“

(شرح فقہ اکبر مصری ص ۱۱۲ از حضرت امام علی القاریؒ مطبوعہ ۱۳۴۵ھ مطابق ۱۹۲۵ء)

”یعنی اگر حضرت عیسیٰ زندہ ہوتے تو انہیں میری پیروی کے بغیر چارہ نہ ہوتا۔“

اسی مفہوم کی ایک اور حدیث ہے جس میں موسیٰ اور عیسیٰ دونوں کا ذکر ہے

اس کا متن یہ ہے:-

”كَوْكَانَ مُوسَى حَيًّا مَّا وَسِعَتْهُ اِلَّا اِتِّبَاعِي“

اتباعی (الواقیت والحوائر از حضرت امام شعرانی جلد ۲ صفحہ ۱۷۴ و
تفسیر ابن کثیر بر حاشیہ فتح البیان جلد ۲ صفحہ ۲۴۶)

دوسری حدیث:

سیدۃ النساء حضرت فاطمہ الزہراءؑ اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ اور
حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
"إِنَّ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ عَاشَ عِشْرِينَ وَهَامَةَ"
کنز العمال جلد ۶ ص ۱۲، تفسیر جامع البیانؒ للطبری جلد ۳ ص ۱۴، حجب الکرامۃ ص ۳۸
ترجمہ: یقیناً حضرت عیسیٰ ابن مریمؑ ایک سو بیس برس زندہ رہے۔
یہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک احسانِ عظیم کا تذکرہ ضروری ہے۔
کہ روڑ جہاں ہو تو کروڑوں فدا محمدؐ پر
کہ اُس کے لطف و عنایات کا شمار نہیں
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ تکلم کا کمال یہ ہے کہ حضورؐ نے جہاں یہودی اُمّت
کے مسیح کی وفات اور اُس کی ایک سو بیس سالہ عمر کی خبر دی وہاں ایک محمدی مسیح کی
بجاری خوشخبری بھی سنائی اور وضاحت فرمائی کہ اسرائیلی مسیح کا رنگ سرخ اور بال
گھنگریالے تھے مگر مسیح محمدیؐ گندم گوں رنگ والا ہوگا اور اُس کے بال سیدھے
ہوں گے۔ (بخاری مصری جلد ۲ ص ۱۵۵)

پھر مستقبل میں آنے والے مسیح کے بارے میں یہ نہیں فرمایا کہ اِمَامُكُمْ مِنْ
اَنْبِیَاءِ بَنِي اِسْرَآئِیْلَ بلکہ یہ فرمایا کہ:
"اِمَامُكُمْ مِنْكُمْ" "فَاَمَّكُمْ مِنْكُمْ"
(بخاری مصری جلد ۲ ص ۱۶۱ و مسلم جلد ۱ ص ۸۷)

یعنی وہ تمہارا امام ہوگا اور تم میں پیدا ہوگا۔
 جیسا کہ خود حضرت مسیح ناصری علیہ السلام نے اپنے شیل کی نسبت پیشگوئی کی
 تھی کہ:

”ابن آدم نئی پیدائش میں اپنے جلال کے تحت پر بیٹھے گا۔“
 (متی ۱۹)

معزز حضرات !! حدیث کے لفظ ”نزول“ سے غلط فہمی نہیں
 ہونی چاہیے کیونکہ قرآن میں یہی لفظ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے
 (الطلاق: آیت ۱۰) اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مہدی موعود کے لیے استعمال
 فرمایا ہے (محارر الانوار جلد ۳ صفحہ ۲۰ از علامہ مجلسی) جس کے معنی یقینی طور پر پیدا
 ہونے کے ہیں۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حدیث مبارک لا الہ الا عیسیٰ ابن
 مریم (ابن ماجہ جلد ۲ صفحہ ۳) میں امام مہدیؑ کو مسیح ابن مریم کے نام سے موسوم کر کے
 یہ رازِ سرِ بستہ بالکل کھول دیا ہے کہ امام مہدیؑ کو عیسیٰ ابن مریم کے نام سے یاد کرنا ایسی
 ہی تشبیل اور تشبیہِ بلیغ ہے جیسا کہ حضورؐ نے حضرت علیؑ کو اپنی امت کا ذوالقنین قرار
 دیا ہے۔ (الترغیب والترہیب ج ۳ صفحہ ۳۱۸)

تیسری حدیث

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ کے آخری ایام کا واقعہ ہے کہ جب
 انصارؓ نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری تشویشناک حد تک بڑھ گئی
 ہے تو انہوں نے نہایت بے قراری اور اضطراب سے مسجدِ نبوی کے ارد گرد گھومنا
 شروع کیا۔ حضرت عباسؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں انصارِ دردناک

کیفیت عرض کی کہ وہ سخت مُشوش ہیں۔ ازاں بعد کیے بعد دیگرے حضرت فضل بن عباسؓ اور حضرت علیؓ ابن ابی طالب داخل ہوئے اور انہوں نے بھی انصار کی بے چینی کا تذکرہ کیا جس پر پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم شیر خدا حضرت علی المرتضیٰؓ اور حضرت فضلؓ کا سہارا لیے ہوئے حجرہ سے باہر تشریف لائے۔ اُس وقت حضرت عباسؓ سامنے تھے۔ یہ بہت درد انگیز منظر تھا۔ سر مبارک پر درد و کرب کے باعث پٹی بندھی تھی اور قدم مبارک زمین پر گھسٹتے جا رہے تھے۔ نقاہت کا یہ عالم تھا کہ حضور منبر کے پہلے زمین پر ہی بیٹھ گئے، شیخ محمدیت کے پروانے حضور کا چہرہ مبارک دیکھتے ہی دیوانگی اور وارفتگی کے ساتھ منبر نبویؐ کے گرد جمع ہوئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر پر رونق افروز ہو کر دل ہلا دینے والا الوداعی خطبہ دیا اور خدا کی حمد و ثنا کے بعد فرمایا:

”يَا أَيُّهَا النَّاسُ بَلِّغْنِي أَنْكُمْ تَخْفُونَ مِنْ مَوْتِ نَبِيِّكُمْ
هَلْ خَلَدَ نَبِيٌّ قَبْلِي فَيَمُنَ بَعِثَ إِلَيْهِ فَأَخْلَدَ
فَبِكُمْ إِلَّا نِيَّ لَا حِقَ بَرِّي“

المواہب اللدنیۃ جلد ۲ ص ۳۶۵ تالیف ابوبکر خطیب قسطلانیؒ مکاشفۃ

القلوب ص ۲۹۹ تالیف حضرت الشیخ غزالی مطبوعہ مصر

ترجمہ: اے لوگو! مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ تم اپنے نبی کی موت سے خوفزدہ ہو کیا مجھ سے پہلے مبعوث ہونے والا کوئی ایک نبی بھی ایسا گزرا ہے جو غیر طبعی عسر پاکر ہمیشہ زندہ رہا ہو کہ میں ہمیشہ زندہ رہ سکوں گا؟ یاد رکھو کہ میں اپنے رب سے ملنے والا ہوں۔

صحابہ رسولؐ کا اجماع وفاتِ مسیح پر

اس الوداعی خطبہ کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہو گیا۔ اس قیامت خیز حادثہ سے پوری دنیا صحابہؓ کی نظر میں تاریک ہو گئی اور حضرت عمرؓ بن خطابؓ جیسا جبری، اولوالعزم اور صاحبِ جلال و تمکنت و جوہ و اپنی تلوار بے نیام کر کے کھڑا ہو گیا تاہر اس شخص کو قتل کر دے جو اپنی زبان سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کی نسبت کوئی کلمہ نکالنے کی جرأت کرے۔ حضرت عمرؓ پر اس صدمہ کا اس درجہ اثر تھا کہ آنحضرت کی نعش مبارک اپنی آنکھوں سے دیکھتے تھے مگر کہے جا رہے تھے مَا مَاتَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ..... وَلَا يَمُوتُ حَتَّى يَقْتَلَ الْمُنَافِقِينَ ؕ

(قسطانی شرح، بخاری)

یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فوت نہیں ہوئے اور جب تک منافقوں کو قتل نہ کریں ہرگز فوت نہیں ہوں گے۔

صحیح بخاری شریف میں حضرت ابن عباسؓ کی روایت ہے کہ اس مرحلہ پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور فرمایا کہ عمرؓ بیٹھ جاؤ۔ مگر انہوں نے بیٹھنے سے انکار کر دیا۔ تب لوگ حضرت ابوبکرؓ کی طرف متوجہ ہوئے اور حضرت عمرؓ کو تنہا چھوڑ دیا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا :

”أَمَّا بَعْدُ مَنْ كَانَ مِنْكُمْ يَعْبُدُ مُحَمَّدًا صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنَّ مُحَمَّدًا قَدْ مَاتَ - وَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ يَعْبُدُ اللَّهَ فَإِنَّ اللَّهَ حَيٌّ لَا يَمُوتُ - قَالَ اللَّهُ: وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ أَفَإِنْ مَاتَ أَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلَى أَعْقَابِكُمْ وَمَنْ يَنْقَلِبْ عَلَى عَقْبَيْهِ فَلَنْ يَضُرَّ

اللہ شیعہ و مسیحی اللہ الشاکرین ۵ (جلد ہری ص ۳۳۳)
 ترجمہ بعد حمد و علوۃ واضح ہو کہ جو شخص تم میں سے محمد علی اللہ علیہ وسلم کی
 پرستش کرتا تھا اُس کو معلوم ہو کہ حضرت محمد (علی اللہ علیہ وسلم) فوت ہو گئے
 اور جو شخص تم میں سے خدا کی پرستش کرتا تھا تو خدا زندہ ہے جو کبھی نہیں
 مرے گا (امام حضرت علی اللہ علیہ وسلم کی موت پر دلیل یہ ہے کہ خدا
 نے فرمایا ہے کہ حضرت عرف ایک رسول ہے اور اُس سے پہلے تمام
 رسول اس دنیا سے گزرتے تھے یعنی مر چکے ہیں۔ اب کیا تم اس رسول
 کے مرتے یا قتل ہو جانے کی وجہ سے دین اسلام چھوڑ دو گے؟ اور
 جو شخص اپنی ایڑیوں کے بل لٹ جائے وہ اللہ کا مرگنہ کچھ نقصان
 نہیں کر سکتا اور اللہ شکوہ گزارا دل کو ضرور بدل دے گا۔

حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ نبی اکبر صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ خبر تھی کہ یہ آیت
 بھی خدا نے نازل کی ہے اور حضرت ابوبکرؓ کے پڑھنے سے اُن کو پتہ لگا۔ پس اس
 آیت کو تمام صحابہ نے حضرت ابوبکرؓ سے سیکھ لیا، حضرت عمرؓ نے بھی فرمایا کہ خدا کی قسم میں
 نے یہ آیت حضرت ابوبکرؓ سے ہی سنی اور میں اس کے سننے سے ایسا بے حواس اور تنگی
 ہو گیا ہوں کہ میرے پیر مجھے اٹھا نہیں سکتے اور میں زمین پر گرا جاتا ہوں پھر فرمایا کہ حضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم واقعی فوت ہو گئے۔ (بخاری شریف جلد ۳۳ مطبوعہ مصر)

سُبْحَانَ اللہ! خدا کا یہ کتنا بزرگ دست تصرف ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
 وصالِ مبارک کے بعد سب سے پہلا اجماع حضرت عیسیٰ علیہ السلام صحیحہ گزشتہ تمام
 نبیوں کی وفات پر ہی ہوا اس اجماع نے گنتی ہونے والی عمارت کو پیر سے تمام کیا اور
 ثابت کر دیا کہ اسلام کی زندگی مسیح مہی مسیح کی وفات کے ساتھ وابستہ ہے۔
 یہ ایسی زبردست صداقت ہے کہ اس نے بعض مستشرقین یورپ کے دال و

دماغ کو ہلا کر رکھ دیا ہے۔ چنانچہ ایک فرانسیسی مفکر سولویئر ڈی سیکی (Silvestre de Sacy) نے تو یہ مغالطہ دینے کی ناکام کوشش کی ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ نے "وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ"..... کی جو آیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضور سے قبل کے تمام نبیوں کی وفات کے ثبوت میں پیش فرمائی وہ قرآن میں دراصل موجود ہی نہیں تھی اور عین اُس موقع پر محض صحابہ کی ڈھارس بندھانے کے لیے وضع کر لی گئی تھی۔

(Bell's introduction to the Quran by W. Montgomery Wall, page 51)

معزز حاضرین اس سے اندازہ لگا سکتے ہیں کہ اسلام اور قرآن کے دشمن اس عظیم اشان اجماع کی عظمت کو کم کرنے کے لیے کیا کیا حربے استعمال کرتے ہیں لیکن نورِ خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن
پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

اس اجماع کو تاریخ اسلام میں ہمیشہ بہت بڑی اہمیت حاصل رہے گی کیونکہ یہ اجماع خلافت کے اجماع بھی نہایت بڑھ کر تھا اور بلا توقف اور بلا تردد واقع ہوا کسی ایک صحابی نے بھی مخالفت نہیں کی کسی نے دم نہیں مارا، اور ایک آواز بھی اسکے خلاف نہیں اٹھی اور شرعی حجت بھی صرف اجماع صحابہ ہی ہے۔ پھر یہی وہ اجماع ہے جس سے متاثر ہو کر دربارِ نبوی کے شاعر حضرت حسان بن ثابتؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں مرثیہ کہا:

كُنْتُ السَّوَادَ لِنَاظِرِي ۖ فَعَبِي عَلَيَّ النَّاطِرُ
مَنْ شَاءَ بَعْدَكَ فَلْيَمُتْ ۖ فَعَلَيْكَ كُنْتُ أَحَادِرُ

(شرح دیوان حسان بن ثابت الانصاری ص ۱۶۵ مطبعة الرحانیہ مصر ۱۲۴۶ھ ۱۹۲۹ء)

اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم !! تو میری آنکھوں کی پتی تھی۔ میں تو تیرے مرنے سے

اجماع صحابہ کی بازگشت بحرین میں

مدینہ کے اس تاریخی اجماع کی بازگشت عہدِ صدیقی کے آغاز میں بحرین میں بھی سنائی دی جبکہ قبیلہ عبدالقیس کے بہت سے لوگ جو اسلام لانے سے پہلے نصرانی تھے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کی خبر سُنکر مُرد ہو گئے جس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نہایت محبوب اور حلیل القدر صحابی حضرت بارود بن عمرو بن مُعلیؓ ارتداد کی اس خوفناک رو کا مقابلہ کرنے کے لیے تین تہا اٹھ کھڑے ہوئے اور اپنے قبیلہ کو مخاطب کر کے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا اور حضور کے وصال کی بھی خبر دی چنانچہ فرمایا: اِنَّكَ مَيِّتٌ وَاِنَّهُمْ مَيِّتُونَ ۝ (زمزم: ۳۱) اور فرمایا: وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ (آل عمران: ۱۴۵) پھر انہوں نے لوگوں سے پوچھا کہ تم حضرت موسیٰؑ

کی نسبت کیا گواہی دیتے ہو؟ انہوں نے کہا ہم شہادت دیتے ہیں کہ وہ اللہ کے رسول ہیں۔ پھر دریافت کیا حضرت عیسیٰ کی بابت تمہاری گواہی کیا ہے؟ جواب ملا ہم شہادت دیتے ہیں کہ وہ رسول اللہ ہیں۔ اس پر حضرت جابر و ابن مَعْلٰی نے قوت و شوکت بھرے الفاظ میں اعلان کیا: **وَ اَنَا شَهِدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ۔ عَمَّا عَاشَوْا وَ مَاتَ کَمَا مَا تَوُا۔**

(مختصر سیرۃ الرسولؐ ص ۲۲۲ از مجدد صدی دوازدہم حضرت محمد بن

عبدالوہاب المتوفی ۱۲۳۳ھ ہجری)

کرمیں بھی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں۔ آنحضرتؐ ویسے ہی زندہ رہے جیسے حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ زندہ رہے اور اُسی طرح انتقال کر گئے جس طرح حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ نے وفات پائی۔

یہ سننے ہی عبد القیس کا پورا قبیلہ عیسائیت کو چھوڑ کر دوبارہ مسلمان ہو گیا جو وفاتِ مسیح کے انقلاب آفریں اور زندگی بخش نظریہ کا ہی اعجاز تھا۔

اجماع صحابہ کی ایک جھلک کوفہ میں

اس اجماع صحابہ کی ایک جھلک اہل کوفہ نے بھی سننے ہجری میں دیکھی جبکہ نواسہ رسولؐ و جگر گوشہ بنو سیدنا حضرت امام حسن علیہ السلام نے امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی شہادت پر خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

”لَقَدْ قُبِضَ فِي اللَّيْلَةِ الَّتِي عُرِجَ فِيهَا بِرُوحِ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ لَيْلَةَ سَبْعٍ وَعِشْرِينَ مِنْ رَمَضَانَ“

(طبقات ابن سعد جلد ۳ ص ۲۶ مطبوعہ لیدن)

یعنی امیر المؤمنین حضرت علیؑ اس رات فوت ہوئے جس رات حضرت
عیسیٰ ابن مریمؑ کی رُوح اٹھائی گئی تھی یعنی ستائیسؑ رمضان
کی رات ۲۰

اکابر اُمت اور عقیدہ وفاتِ مسیح

صحابہ کے بعد بہت سے اکابر اُمت مثلاً حضرت امام مالکؒ بن انسؒ (متوفی ۱۷۸ھ)،
حضرت امام بخاریؒ (متوفی ۲۵۶ھ)، حضرت محمد بن عبد الوہابؒ جبائیؒ (متوفی ۳۳۳ھ)،
اور حضرت ابن جریر طبریؒ (متوفی ۳۸۰ھ)، حضرت مسیح ناصریؑ علیہ السلام کی موت
کے قائل تھے۔ حضرت ابن جریرؒ نے تو اپنی تاریخ میں قبر مسیح کے کتبہ کے یہ الفاظ
بھی درج فرمائے:

”هَذَا قَبْرُ رَسُولِ اللَّهِ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ“

الغرض پہلی تین اسلامی صدیوں میں صحابہؓ کے اجماعی عقیدہ کی گونج پورے
عالم اسلام میں سنائی دیتی رہی۔

عیسائیوں کی سازش

افسوس! خیر القرون کے بعد وہ عیسائی طاقتیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کی قبر مبارک میں مُرنگ لگانے اور حضورؐ کی نعش مبارک کی بے حرمتی کرنے میں ناکام

۱۔ ”قال مالک مات عيسى“ (اکمال الاکمال شرح مسلم ج ۱ ص ۲۶۵)

۲۔ بخاری الابواب التفسیر ج ۳ ص ۳۷ (تفسیر سورة النساء والمائدہ)

۳۔ تفسیر مجمع البیان زیر آیت فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي مَلْبُوءَ اِيْرَانِ ۲۸۰ھ ہجری

۴۔ تاریخ الرسل والملوک جلد ۲ ص ۳۹

ہو گئی تھیں بالآخر ملت اسلامیہ میں نقب لگا کر اسرائیلیات کے انبار داخل کرنے اور عقیدہ حیاتِ مسیح کا خنجرِ بنو ست کرنے میں کامیاب ہو گئیں اور اسے اسلام کے خلاف ایک تیز ہتھیار کے طور پر استعمال کرنے لگیں۔ اس سلسلے میں چوتھی صدی ہجری کے ایک بد زبان مسیحی شاعر کے چند اشعار ملاحظہ ہوں:

سَأَفْتَحُ أَرْضَ الشَّرْقِ طَرًّا وَ مَغْرِبًا
وَأُنْشُرُ دِينَ الصَّلْبِ نَشْرَ الْمَعَالِمِ
فَعَيْسَىٰ عَلَا فَوْقَ السَّمَوَاتِ عَرْشُهُ
فَفَارَزَ الذِّئْيَ وَالْأَهْلَ يَوْمَ التَّخَاصُمِ
صَاحِبِئِمْنِي أَشْرَبَ أَوْ دِي بِهِ النَّشْرُ
نَسْرُ دَعَا بَنِي إِسْرَافِيلَ الْفَرْمَانِ

(STUDIA ARABICA I, 1937, page 50 &

MEDIEVAL ISLAM by Gustave E. Von Grunebaum page

18)

ترجمہ: میں مشرق و مغرب کے تمام ممالک کو فتح کروں گا اور عیسیٰ مذہب کو اس طرح پھیلاؤں گا جس طرح نشانِ راہ پھیلائے جاتے ہیں۔ حضرت عیسیٰؑ کی شان تو یہ ہے کہ آپ کا عرش تمام آسمانوں سے بھی بلند تر ہے۔ پس کامیاب وہی ہے جس کو مقابلہ کے وقت حضرت عیسیٰؑ کی مدد حاصل ہے۔

مگر جسے تم اپنا پیغمبر مانتے ہو وہ (نغوذ باللہ) خاک میں پڑا ہے اور مٹی نے اُسے ختم کر دیا ہے اور (معاذ اللہ) بوسیدہ ہڈیوں کے درمیان ریزہ ریزہ ہو چکا ہے۔

بزرگانِ سلف کی طرف سے سازش کا انکشاف

عین اُس وقت جبکہ اسلام اور عیسائیت کی تبلیغی جنگ زور پکڑ رہی تھی متکلم اسلام حضرت علامہ ابن قیمؒ (۷۹۱ھ - ۷۵۱ھ) نے مسلمانوں کو اس سازش سے آگاہ کیا کہ صغودِ مشیح کا عقیدہ جس کی آڑ میں عیسائی حملہ آور ہو گئے ہیں خالص مسیحی عقیدہ ہے جس کا اسلام کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔ چنانچہ انہوں نے زاد المعاد (جلد ۱۹) میں لکھا:

”أَمَّا مَا يُذَكِّرُ عَنِ الْمَسِيحِ أَنَّهُ رُفِعَ إِلَى السَّمَاءِ وَلَهُ ثَلَاثَةٌ وَ ثَلَاثُونَ سَنَةً نَهَذَا لَا يُعْرَفُ لَهُ أَثَرٌ مُتَّصِلٌ“

(ترجمہ) یہ جو ذکر کیا جاتا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام تینتیس سال کی عمر میں آسمان پر اٹھائے گئے اس کا ثبوت کسی مرفوع متّصل حدیث سے نہیں ملتا۔

شہرہ آفاق حنفی عالم و فقیہ حضرت علامہ ابن عابدین الشامی متوفی ۱۲۵۲ھ ہجری (جن کی ”رد المحتار“ فتاویٰ عالمگیری کی طرح بہت شہرت رکھتی ہے) فرماتے ہیں:

”وَهُوَ كَمَا قَالَ فَإِنَّ ذَلِكَ إِنَّمَا يُرْوَى عَنِ النَّصَّارَى“

(تفسیر فتح البیان جلد ۲، ۴۹۱ از نواب صدیق حسن خاں متوفی ۱۳۰۶ھ / ۱۸۸۹ء)

یعنی حضرت امام ابن قیمؒ کا نظریہ درست ہے۔ واقعی یہ عقیدہ مسلمانوں میں عیسائیوں سے ہی آیا ہے۔

بہر عیسا ئیان را از مقال خود مدد دادند

دلیری با پدید آمد پرستارانِ میت را

مسیحی عقیدہ کے فروغ کا سبب

دراصل اس مسیحی عقیدہ کے نہایت تیزی سے پھیلنے کا بنیادی سبب یہ تھا کہ نزولِ مسیح کی پیشگوئی کا مصداق یہودی اُمت کے نبی سیدنا حضرت مسیح نامری علیہ السلام کو سمجھ لیا گیا جس کی بنیادِ الہام ربانی کی بجائے محض اجتہاد ذاتی پر تھی۔ پیشگوئیاں ہمیشہ استعارات و مجازات سے لبریز ہوتی ہیں۔ نہ قبل از وقت اُن کی پوری حقیقت نمایاں ہو سکتی ہے نہ اُن پر اجماع ہی ممکن ہے اور یہ پیشگوئی تو عام طور پر مُتَشَابِہات کی قبیل سے تھی۔ جیسا کہ قریباً ساڑھے چھ سو سال قبل حضرت علی بن محمد بغدادی الصوفیؒ (متوفی ۵۴۱ھ) نے اپنی تفسیر خازن (جلد ۱ ص ۸) میں بتایا تھا۔ البتہ حضرت محی الدین ابن عربیؒ (متوفی ۶۳۸ھ) اور بعض دوسرے صوفیاء نے حدیث ”لَا الْمَهْدِيَّ إِلَّا عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ“ اور اپنی کشفی و الہامی بصیرت کی روشنی میں یہ مسلک اختیار فرمایا کہ حضرت مسیح علیہ السلام کا آخری زمانے میں نزول دوسرے بدن میں ہوگا اور اُن کی روح یعنی روحانیت ہمدی موعود میں بروز کرے گی اور نزول سے فقط یہی مراد ہے۔ تفسیر محی الدین ابن عربیؒ ص ۱۴۵۔

”اِقْتِبَاسُ الْاَلْوَارِ“ ص ۵۲، از حضرت اکرام صابری خلیفہ حضرت شیخ سونڈھا متوفی ۱۲۹ھ۔

آٹھویں صدی ہجری کے محقق و مورخ علامہ حضرت ابوالفداء حافظ ابن کثیرؒ (متوفی ۷۴۴ھ) کے علمی کمال کی داد دینا پڑتی ہے جنہوں نے اپنی کتاب ”الْبَدَايَةُ وَالْاَنْهَايَةُ“ (جلد ۲ ص ۹) میں ”الْمَسِيحُ الْمَهْدِيُّ عَلَيْهِ السَّلَامُ“ کی حقیقت افروز اصطلاح استعمال فرمائی۔

باسیلید یہ افسانہ کا اسلام میں نفوذ اور علماء ربانی کی تنقید

معزز حضرات! عیسائیوں کے فرقہ باسیلیدیہ کے اس خود ساختہ قصہ کا ذکر ہو چکا

ہے کہ شبیہ مسیح کسی اور شخص پر ڈال دی گئی۔ مسلمانوں میں جب حیاتِ مسیح کے خیالات داخل ہوئے تو یہ قصہ بھی "لَکِنْ شَبَّهَ لَهٗمْ" کی تفسیر کے نام پر رائج کر دیا گیا۔ حالانکہ قرآن و حدیث میں اس افسانے کا نام و نشان تک نہیں پایا جاتا۔ اس آیت کا مطلب تو یہ تھا کہ صلیبی موت جو روحانی رفع کے مانع ہے حضرت مسیح پر ہرگز وارد نہیں ہوئی لیکن خدا نے اُن کو شبہ میں ڈال دیا کہ گویا جان سے مار دیا ہے۔ حضرت مسیح اپنے مقصدِ بعثت میں کامیاب و کامران اور مُظَفَّر و مُصَوِّر ہو کر اپنے مولائے حقیقی کے حضور پہنچ گئے اور آپ کا رفع روحانی ہوا۔ یہ وہی رفع ہے جو ہر ایک مومن کے لیے وعدہ الہی کے مطابق ہونا ضروری ہے، مگر کافر کے لیے حکم ہے لَا تَفْتَحْ لَهُمُ ابْوَابُ السَّمَاءِ (الاعراف: آیت ۴۱) یعنی کافروں کے لیے آسمان کے دروازے نہیں کھولے جائیں گے یعنی اُن کا رفع نہیں ہوگا، ہاں مومنوں کے لیے فرمایا:

يَرْفَعُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَالَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ

(سورۃ المجادلۃ: آیت ۱۷)

ترجمہ: اللہ تم میں سے ایمان لانے والوں کا درجات میں رفع کرتا ہے۔ ان حقائق کے باوجود فرقہ باسیبیہ کی سراسر جھوٹی کمائی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی "ثُمَّ يَفْتَشُوا الْكُذِبَ" کے مطابق فیجِ اعوج کے زمانہ میں پھیلائی گئی مسلمانوں کی صفوں میں بہت سے دلچسپ اور عجیب و غریب تضادات کے مبالغہ آمیز اضافوں کیساتھ مشہور ہوئی۔ جیسے پانچویں صدی ہجری کے حکیم حضرت ابن خزم مؤرخ ۴۵۶ھ اور ساتویں صدی ہجری کے سپانوی مفتی حضرت ابو حیان ۴۵۴ھ نے اس مفروضہ داستان پر زبردست تنقید کی اور لکھا کہ اس سے کل حقائق بلکہ سب نبوتیں باطل ہو جاتی ہیں اور سفسطہ (یعنی بے دینی) کا باب کھل جاتا ہے۔ نیز واضح کیا کہ حدیثِ نبوی سے اس قصے کا کوئی سراغ نہیں ملتا اس کا سرچشمہ اہل کتاب کی روایات ہیں۔ (الفصل فی الملل والاہوال والنحل جلد ۵ ص ۲۹۱ و ۲۹۲)

حیاتِ مسیح کے مسیحی نظریہ پر ضرب کاری لگانے کے لیے اُس دور کے بعض عظیم المرتبت بزرگوں مثلاً حضرت داتا گنج بخشؒ (متوفی ۷۴۵ھ) اور مجددِ اُمت حضرت علامہ جلال الدین سیوطیؒ (متوفی ۹۱۱ھ) کی تحریرات میں ایک لطیف اشارہ ملتا ہے اور وہ یہ کہ وہ فرماتے ہیں کہ شبِ معراج میں شاہِ لولاک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عیسیٰ اور دوسرے نبیوں کی روحوں سے ملاقات کی تھی نہ کہ خاکی جسم سے۔ رکشف المحجوب "بیان فی کلام الروح" نھاش الکبریٰ للسیوطی جلد ۱ ص ۱۳۱) مگر بعض بزرگوں نے جن میں حضرت ابن حزمؒ (متوفی ۴۵۶ھ) کی شخصیت نمایاں ہے زور شور سے وفاتِ مسیح کے حق میں آواز بلند کی۔ چنانچہ انہوں نے "المعتمدی" جلد ۲۳ میں لکھا:

"إِنَّ عِيسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ لَمْ يَقْتُلْ وَلَا يُصَلَّبْ وَلَكِنْ تَوَفَّاهُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ ثُمَّ رَفَعَهُ إِلَيْهِ"
یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نہ قتل کئے گئے نہ صلیب پر مارے گئے بلکہ اللہ تعالیٰ نے اُن کو پہلے وفات دی پھر اپنی طرف اُٹھالیا۔

نظریہ حیاتِ مسیح کے ہولناک نتائج تیرہویں صدی ہجری میں

ان سب عُشاقِ مصطفیٰ کا یہ عظیم کارنامہ آبِ زر سے لکھا جانا چاہیئے کہ انہوں نے وفاتِ مسیح کے اُس مورچے کو نہیں چھوڑا جس پر ڈٹے رہنے کا حکم حضرت مساتم الانبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی مبارک صنت کے ذریعہ نجران کے ہمسائے و ہمسایہ سے گفتگو کے دوران دیا تھا، لیکن آہ! جس طرح درۂ اُحد کی حفاظت پر پتھر پھینک دینا صحابہ کی جاں فروشی کے باوجود دشمنانِ اسلام حملہ کرنے میں کامیاب ہو گئے، اسی طرح تیرہویں صدی ہجری میں عیسائیت کا لشکر وفاتِ مسیح کے محاذ کو خالی پا کر سیاہ بادلوں کی صورت میں اُٹھا اور قیامت خیز طوفان بن کر دنیا پر چھا گیا عالمی سطح پر ایک نئی

میلیبی جنگ شروع ہو گئی اور کارل گولیب فینڈر (CARL GOTTLIEB PHANDER)

بیسے خونخوار پادری بنتے اور بے بس مسلمانوں پر یہ کہتے ہوئے ٹوٹ پڑے کہ آپ کو خداوند
یسوع مسیح کلمۃ اللہ اور (حضرت) محمد بن عبد اللہ میں سے ایک کو پسند کرنا ہے، دیگر
تمام انبیاء و وفات پا گئے، لیکن قرآن بتاتا ہے کہ خداوند یسوع مسیح زندہ ہی آسمان پر
اٹھایا گیا اور مسلمان مسیحیوں کے ساتھ متفق ہو کر اس حقیقت پر ایمان رکھتے ہیں کہ وہ
آسمان پر زندہ ہے۔ قریش نے (حضرت) محمدؐ سے آسمان پر چڑھ جانے کا معجزہ طلب
کیا تھا اس کے جواب میں (حضرت) محمدؐ کو یہ کہنے کا حکم ملا کہ آپ محض انسان تھے
اس لیے اُن کا طلب کردہ معجزہ نہیں دکھا سکتے تھے۔ اس لیے ثابت ہوا کہ انہوں نے
کوئی معجزہ نہیں دکھایا تھا۔ پادری فینڈر نے یہ بھی لکھا ہے کہ قبر اور موت اب تک
(حضرت) محمدؐ پر قابض ہیں۔ مدینہ میں اُن قبروں کے درمیان میں (حضرت) محمد و ابو بکر
مدفون ہیں ایک قبر خالی ہے جس کو مسلمان ہمارے خداوند یسوع مسیح ابن مریم کی قبر کہتے
ہیں۔ اس قبر میں کوئی دفن نہیں کیا گیا اور اس کا خالی ہونا حایوں کو یاد دلاتا رہتا ہے کہ
یسوع زندہ ہے اور (حضرت) محمدؐ مردہ ہیں۔ بناؤ دونوں میں سے کون آپ کی مدد کرنے
کی زیادہ قابلیت رکھتا ہے۔ آپ مانتے ہیں کہ خداوند یسوع پھر آئیگا اور آپ اُس کی
آمد کا انتظار کر رہے ہیں۔ یسوع مسیح خداوند ہے۔ کسی نہ کسی روز آپ کو ضرور اُس کے
سامنے کھٹنے ٹیکنے ہوں گے۔ ابھی سے کیوں نہ ٹیکیں۔

(مفصّل از ترجمہ اردو "میزان الحق" مؤلف پادری فینڈر ۱۸۲۹ء)

یہ رسوائے عالم کتاب اُرمینی، ترکی، تاتاری، فارسی اور اردو زبانوں میں چھپی اور
ممالک اسلامیہ میں بڑی کثرت سے تقسیم کی گئی۔

ایک اور پادری غلام مسیح پاسٹر انبالہ شہر چرچ نے اپنی کتاب "مذہب اسلام"
میں نہایت بے باکی سے عقیدہ حیاتِ مسیح کی بنا پر یہ دعویٰ کیا کہ دراصل خداوند یسوع

مسیح ہی ختم المرسلین ہے۔ محمد صاحب تو نبی ہی نہیں ختم المرسلین کیسے ہو سکتے ہیں؟
 (”مذہب اسلام“ حصہ دوم ص ۱۸۷ مطبوعہ امریکن مشن پریس لدھیانہ)

نیز پادری آر۔ روس نے ”مسیح یا محمد“ (Christ or Mohammad) نامی رسالہ میں یہ اشتعال انگیز پراپیگنڈہ کیا کہ:
 ”یسوع مسیح سب سے برتر اور خاتم المرسلین ہے اور اسی کے وسیلہ سے نجات ہو سکتی ہے“

(ص ۲ مطبوعہ ۱۹۰۷ء ناشر کرسمس لٹریچر سوسائٹی لدھیانہ)
 اس ادعا کے ثبوت میں پادری مذکور نے جو کچھ لکھا اُس کو پڑھ کر ایک سچے عاشق رسول کا دل شق اور جگر پارہ پارہ ہو جاتا ہے۔ اس بد بخت نے اپنے حبیبِ باطن کا اظہارِ حزن و خوارش الفاظ میں کیا وہ یہ تھے:-

(نعوذ باللہ) ”محمد صاحب مر گئے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اور دوسرے لوگوں کی طرح اُس کا جسم بھی مڑ گیا اور خاک اُسے کھا گئی، لیکن مسیح۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ہرگز نہیں مڑا بلکہ اللہ تعالیٰ نے اُسے زندہ آسمان پر اُٹھا لیا۔ دیکھئے محمد صاحب تو مر گئے اور اُن کے جسم کو خاک کھا گئی (نعوذ باللہ) ہم ان دونوں میں سے بڑا نبی کس کو کہیں گے؟ اور تمام بنی آدم کا نجات دہندہ کون ہو سکتا ہے؟ کیا وہ جو مر گیا یا وہ کہ جس نے موت کا مزا نہیں چکھا اور ہمیشہ زندہ ہے؟“ (ایضاً ص ۹)

صلیب کے علمبرداروں کے شرمناک ہتھکنڈے

حضرت آدمؑ سے لیکر آج تک لوگوں کو گمراہ کرنے کے لیے متفرق طور پر جو کمزور فریب گئے گئے ہیں اُن میں سے کوئی دقیقہ دجل کا ایسا نہیں رہ گیا جو گر جا سے ظاہر ہو نہ سکے

اس گروہ نے مسلمانوں کی راہزنی کے لیے استعمال نہیں کیا۔ ہزار ہا واعظ اور مُناد دنیا بھر میں چھوڑ دیئے گئے اور تمام مقدسوں کے فخر تمام مقرّوں کے سراج اور تمام بزرگ رسولوں کے سردار حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی زمینِ دُختر اور اسلام کی تکذیب کے لیے صرف اکیس سال میں سات کروڑ سے کچھ زیادہ کتابیں مفت تقسیم کی گئیں جن کو ایک جگہ ڈھیر کیا جائے تو اس کی بندی ایک ہزار فٹ سے بھی بڑھ جائے اور اس کی ضخامت کئی پہاڑوں کے برابر ہو جائے۔ ان کتابوں میں خدا کے پاک رسول خدا کے پاک دین کی وہ توہین کی گئی جو ابتداءً دنیا سے لیکر آج تک کسی برگزیدہ کی نہیں کی گئی۔ ان ساحرانہ کارروائیوں سے متاثر ہو کر لاکھوں مسلمان مُرتد ہو گئے اور وہی جو ہمارے سید و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام بغیر درود پڑھنے کے نہیں لینے تھے۔

ارتداد کا جامہ پہننے کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو گندی گالیاں دینے لگے، شاہی خانہ دُلوں کے افراد اور بڑے بڑے دیوبند بزرگوں و سادات کی اولادیں حتیٰ کہ کئی نامی گرامی علماء، تیسرے پیکر عیسائیت کا جال پھیلانے لگے، اگر ہ کی شاہی مسجد کے امام مولوی عماد الدین صاحب نے جو عیسائی ہو کر ریورنڈ مولوی عماد الدین کہلائے اپنے رسالہ ”خطِ شکاکو“ مطبوعہ ۱۸۹۳ء میں کئی ایسے علماء کی فہرست دی جو صلیبی فتنہ کا شکار ہو گئے۔ یہ فہرست لندن کے اخبار ”ایٹلیجنسر“ میں شائع کی گئی جس پر عیسائی دنیا کا جشن مسرت منانا قدرتی امر تھا۔

مکہ و مدینہ پر صلیبی جھنڈا لہرانے کے خواب

عیسائیت کی اس جارحانہ پیشقدمی اور پے درپے فتوحات سے صلیب پرستوں کے حوصلے بڑھ گئے اور انہیں یقین ہو گیا کہ وہ جلد ہی صفحہ ہستی سے اسلام کا نام و نشان مٹا دیں گے۔

لیہ یہاں اور صرف انیسویں صدی کے وہ بد زبان پادری ہیں جو ہمارے آقا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیتے تھے اس دور کے مسیحیوں کا شریف طبقہ ہرگز اس کا مخاطب نہیں۔

مٹا دیں گے اور دُنیا میں کوئی مسلمان دیکھنے کو بچے نہیں ملے گا، چنانچہ امریکہ کے شہر پنہاگن میں
جان ہنری بیروز نے انیسویں صدی کے نصفِ آخر میں ہندوستان کا طوفانی دورہ کیا۔
مختلف شہروں میں تقریریں کیں، اس سلسلے میں ایک لیکچر "عیسائیت کے عالمی اثرات
کے زیرِ عنوان دیا جس میں کہا کہ

I might sketch movement in mussulman lands, which has touched. With the radiance of the Cross the Lebanon and the Persian mountains, as well as the waters of the Bosphorus, and which is the sure har- binger of the day when Cairo and Damascus and Teheran shall be the servant of Jesus and when even the solitudes of Arabia shall be pierced, and Christ, in the person of His disciples, shall enter the Kaaba of Mecca and the whole truth shall at last be there spoken. "This is eternal life that they might know Thee, the only true God, and Jesus Christ whom thou hast sent."

(Barrows Lectures 1896-97, Christianity, The World Wide Religion, by John Henry Barrows, page 42).

(ترجمہ) "اب میں اسلامی ممالک میں عیسائیت کی روز افزوں ترقی کا ذکر کرتا ہوں۔ اس ترقی کے نتیجے میں صلیب کی خوفناکی اگر ایک طرف بُنان پڑے تو دوسری طرف فارس کے پہاڑوں کی چوٹیاں اور باسفورس کا پانی اس کے نور سے منور ہے۔ یہ صورتِ حال اس آئندہ انقلاب کا پیش خیمہ ہے جب قاہرہ، دمشق اور طہران خداوندِ مسیح کے خدام سے معمور نظر آئیں گے، حتیٰ کہ صلیب کی چمک صحرائے عرب کے سکوت کو چیرتی ہوئی خداوندِ مسیح کے شاگردوں کے ذریعہ مکہ اور خاص کعبہ کے حرم میں داخل ہوگی اور بالآخر وہاں اس حق و صداقت کی مُنادی کی جائے گی کہ ابدی زندگی

یہ ہے کہ وہ تجھ خدا کے واحد برحق کو اور مسیح کو جانیں جسے تُو نے
بھیجا ہے۔“

جان ہنری بیرور نے اپنے ایک اور لکچر میں کہا :

“But all the progress which the nineteenth century has achieved, appears to many christians but a faint prophecy of the Christian victories which await the twentieth.” (Borrows Lectures, page 23).

”وہ تمام ترقی جو انیسویں صدی میں عیسائیت کو نصیب ہوئی ہے وہ بہت
سے عیسائیوں کے نزدیک اُن فتوحات کی محض ایک خفیف سی جھلک ہے جو
عیسائیت کو بیسویں صدی میں ملنے والی ہیں۔“

ایک اور عیسائی پادری فرینک بیلڈ (FRANK BALLED) نے اپنی کتاب
”وائی ناٹ اسلام؟“ (WHY NOT ISLAM?) میں یہاں تک لکھا :

“Whilst all efforts at reforming it (Islam) seem to amount to the paradox that the only way in which it may hope to save its life is by committing suicide.”
(Why Not Islam by Frank Balled).

(ترجمہ) ”اسلام کے احیاء کی تمام تر لا حاصل کوششیں بالآخر اس پیچیدہ
تضاد پر منتج ہوتی دکھائی دے رہی ہیں کہ وہ واحد طریق جس کی مدد سے
یہ اپنے آپ کو تباہی سے بچا سکتا ہے بجز اس کے اور کچھ نہیں کہ یہ اپنے
ہی ہاتھوں اپنی زندگی کا خاتمہ کرے۔“

مدینہ النبیؐ کی آواز قادیان سے

یہ عیسائی مناد جو یورپ اور امریکہ کی زبردست مسیحی حکومتوں کے ایجنٹ اور آلہ کار

تھے نعوذ باللہ کلمہ اور مدینہ کی اینٹ سے اینٹ بجا دینے کے خواب دیکھ ہی رہے تھے کہ سید الانبیاء سید الاحیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ زندہ نشان ظاہر ہوا کہ آپ کی وہ پیاری آواز جو

”اِنَّ عِيشِي اَتَىٰ عَلَيْهِ الْفَنَاءُ“

کے الفاظ میں تیرہ سو سال پہلے مدینہ کی مسجد نبویؐ میں سُناٹی دی تھی ایک بار پھر پوری قوت اور شوکت کے ساتھ قادیان کی مسجد مبارک سے بلند ہونے لگی۔ بلاوا حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا اور زبان حضورؐ کے فرزند جلیل اور عاشق صادق حضرت مسیح موعود مہدی مسعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تھی۔ آپؐ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسیہ کے فیض سے مکالمہ و مخاطبہ الہیہ سے مشرف ہو کر یہ اعلان فرمایا کہ حضرت مسیح ابن مریم فوت ہو چکے ہیں اور زندہ نبی تمام سلسلہ انبیاء میں سے صرف اور صرف حضرت محمدؐ عربی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں چنانچہ فرمایا:

”اے تمام وہ لوگو جو زمین پر رہتے ہو! اور اے تمام وہ انسانی رُوح جو مشرق و مغرب میں آباد ہو!! میں پورے زور کے ساتھ آپ کو اس طرف دعوت کرتا ہوں کہ اب زمین پرستی مذہب صرف اسلام ہے اور سچا خدا بھی وہی خدا ہے جو قرآن نے بیان کیا ہے اور ہمیشہ کی روحانی زندگی والا نبی اور جلال اور تقدس کے تخت پر بیٹھنے والا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے“ (زبائن القلوب ص ۷)

”ہمارا پیارا برگزیدہ نبیؐ فوت نہیں ہوا بلکہ وہ بلند تر آسمان پر اپنے ملک مقتدر کے دائیں طرف بزرگی اور جلال کے تخت پر بیٹھا ہے۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَيْهِ وَبَارِكْ

[illegible]

۵ اے مسیحا کہ براخلاک مقامش گویند
 نطف کردی کہ ازیں خاک مرا اں کردی
 ترجمہ: وہ مسیح جس کا مقام آسمانوں پر بیان کرتے ہیں تو نے ہی تو
 مہربانی فرمائی کہ اسی خاک میں سے مجھے وہی مسیح بنا دیا۔

عیسائی دُنیا میں تشویش و اضطراب اور پادریوں کی
 عالمی کانفرنس

حضرت مسیح موعود و مہدی مسعود کی یہ دعوت ایک آسمانی قرنا اور صور اسرافیل
 ثابت ہوئی جس نے مسلمانوں کے مردہ جسم میں زندگی کی ایک زبردست روح پھونک
 دی مگر صلیبی افواج تاب مقابلہ نہ لاکر بدحواس ہو گئیں۔ اُن کے قدم اکھڑ گئے اور ترقی
 کی رفتار یکایک رُک گئی، اسلام کو مٹا دینے کے سارے منصوبے خاک میں مل گئے اور
 اسلام کی ابھرتی ہوئی نئی قوت و طاقت نے اُن کو بہت جلد احساس دلادیا کہ صلیبی
 مذہب خطرے میں ہے۔ چنانچہ ۱۸۹۴ء میں پادریوں کی ایک عالمی کانفرنس لندن
 میں منعقد ہوئی جس میں لارڈ بشپ آف گلوسٹرشائر دی رائٹ ریورنڈ چارلس جان
 ایللی کوٹ (LORD BISHOP OF CLOUCESTER, THE RIGHT

REVEREND CHARLES JOHN ELLICOT) نے نہایت درجہ تشویش

و اضطراب کا اظہار کرتے ہوئے پوری مسیحی دنیا کو مطلع کیا کہ :

"I learn from those who are experienced in these things that there is now a new kind of Mohammadanism showing itself in many parts of our empire in India, and even in our own island here at home, Mohammadanism now speaks with reverence of our blessed Lord and Master, but is not the less more intensely monotheistic than ever It discards many of these usages

بعض قدیم نوشتے

بعض قدیم نوشتوں میں بتایا گیا تھا :
 ”يَدْعُوَكُمْ إِلَى مَا دَعَاكُمْ إِلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ -“
 (بخاری الأثر جلد ۱۳، ص ۱۸۰ - مطبوعہ ایران)

کیا کہ مسیح ابن مریم فوت ہو چکا ہے چنانچہ اُس کا الہام یہ ہے کہ
 مسیح ابن مریم رسول اللہ فوت ہو چکا ہے اور اُس
 کے رنگ میں ہو کر وعدہ کے موافق تو آیا ہے وَكَانَ
 وَعْدُ اللَّهِ مَفْعُولًا -“

(ازالہ اوہام صفحہ ۵۴۰ - ۵۴۲ طبع اول^{۱۸۹۱})

قبر مسیح سے متعلق بے نظیر تحقیق اور غلبہ اسلام سے اُسکا تعلق

دسمبر ۱۸۹۵ء میں حضرت مہدی موعود علیہ السلام نے حضرت مسیح ناصری کے سفر کشمیر
 اور آپ کی قبر کا انکشاف کر کے پوری عیسائی دنیا کو ورطہ حیرت میں ڈال دیا۔ اس بارے
 میں آپ نے یہ معرکہ آرا تحقیق اس شان سے قرآن شریف، حدیث نبوی، بائبل، تاریخ
 اور ہندوؤں اور بدھوں کی قدیم روایات کی روشنی میں پایہ ثبوت تک پہنچا دی کہ اسلام
 کے کسی دشمن کو دم مارنے کی گنجائش نہ رہی۔ یہ لاجواب تحقیق قرآنی صداقت کا شاہکار
 ہے کیونکہ قرآن مجید میں ہے: اِنَّ مِنْ اَہْلِ الْکِتَابِ اِلَّا لَیُؤْمِنَنَّ بِہٖ قَبْلَ
 مَوْتِہٖ۔ (النساء آیت ۱۶۰)

حضرت مکرمہ، حضرت عباسؓ اور حضرت علی بن طلحہ جیسے بزرگ صحابہ کے
 نزدیک ”یہ“ کی ضمیر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اشارہ ہے اور حضرت
 ابی بن کعبؓ کی دوسری قراءت کے مطابق ”موتیہ“ کی ضمیر اہل کتاب کی طرف
 جاتی ہے۔ (تفسیر کشاف از حضرت علامہ زرخشری متوفی ۵۵۲ھ)

التفسیر المظہری از حضرت فاضل محمد ثناء اللہ صاحب عثمانی حنفی متوفی ۱۲۲۵ھ

تفسیر ترجمان القرآن از نواب محمد صدیق حسن خان قنوجی متوفی ۱۳۰۰ھ

جناب الہی کی طرف سے حضرت علامہ بدر الدین شارح بخاری پر کسر صلیب کے معنی

کھولے گئے کرمیس موعود عیسائیوں کا کذب دُنیا پر ظاہر کر دیں گے۔

(یعنی شرح بخاری ج ۵ ص ۵۴۴)

اس نقطہ نظر سے جب اس آیت کے سیاق و سباق پر تہہ بہ تہہ کیا جائے تو اس میں یہ حیرت انگیز پیشگوئی معلوم ہوتی ہے کہ جب دَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ کے قرآنی نظریہ کی تائید و تصدیق میں واقعاتی شہادتیں اور تاریخی اکتشافات منفہ شہود پر آجائیں گے تو حضرت مسیح کی حقیقی شخصیت بے نقاب ہو جائے گی اور اپنی بلند پردازی اور غیر معمولی علمی صلاحیتوں پر ناز کرنے والے وہ لوگ جو درحقیقت اہل کتاب ہیں اور سچے دل سے خدا پر اور اس کی کتابوں پر ایمان لاتے اور عمل کرتے ہیں وہ آخر کار قرآن کو خدا کا کلام یقین کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لے آئیں گے اور جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ مدینہ قرآن سے فتح ہوا اِفْتَتَحَتِ الْمَدِيْنَةُ بِالْقُرْآنِ اَنجَاء مَعَ الصَّغِيْرِ لِلْسَّيُولِی) ٹھیک اسی طرح قرآن کی اس زندہ صداقت سے مغربی اور مشرقی اقوام کے دل محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے جیتے جائیں گے پس یہی وہ نمیر العقول انکشاف تھا جس نے امریکہ یورپ اور افریقہ الغرض پوری دنیا کو داخل اسلام کرنے کا وسیع دروازہ کھول دیا جیسا کہ سیدنا المدی الموعود علیہ السلام نے بھی قریباً پون صدی پیشتر فرمایا کہ :-

”مسیح کی نبرنگر نانبیار کے محلہ میں ثابت ہو گئی ہے اور یہ وہ بات ہے جو دنیا کو ایک زندہ میں ڈال دے گی کیونکہ اگر مسیح صلیب پر مرے تھے تو یہ قبر کہاں سے آگئی؟“ (الحکم ۲۴ مئی ۱۹۰۱ء)

نیز فرمایا کہ:

”اس واقعہ کے ثابت ہونے سے عیسائی مذہب کو وہ صدمہ پہنچتا ہے جو اُس چھت کو پہنچ سکتا ہے جس کا تمام بوجھ ایک شہتیر پر تھا، شہتیر ٹوٹا

میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہہ سکتا ہوں کہ اس آیت میں شُبَّہ لَہُم کے یہی معنی ہیں اور یہ سنت اللہ ہے۔ خدا جب اپنے محبوبوں کو پہچانا چاہتا ہے تو ایسے ہی دھوکہ میں مخالفین کو ڈال دیتا ہے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب غارِ ثور میں پوشیدہ ہوئے تو وہاں بھی ایک قسم کے شُبَّہ لَہُم سے خدا نے کام لیا۔ یعنی مخالفین کو اس دھوکہ میں ڈال دیا کہ انہوں نے خیال کیا کہ اس غار کے منہ پر عنکبوت نے اپنا جال بٹنا ہوا ہے اور کبوتری نے انڈے دے رکھے ہیں پس کیونکہ ممکن ہے کہ اس میں آدمی داخل ہو سکے۔۔۔۔۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام جب آگ میں ڈالے گئے تب بھی یہ عادت اللہ ظہور میں آئی ابراہیم آگ سے جدا نہیں کیا گیا اور نہ آسمان پر چڑھایا گیا، لیکن حسب منطوق آیت قُلْنَا يَا نَارُ كُونِي بَدْدًا لَّآ آگ اس کو جلا نہ سکی اسی طرح یوسف بھی جب کوئٹہ میں پھینکا گیا آسمان پر نہیں گیا بلکہ کنواں اس کو ہلاک نہ کر سکا اور ابراہیم کا پیارا فرزند اسماعیل بھی ذبح کے وقت آسمان پر نہیں رکھایا گیا تھا بلکہ چھری اس کو ذبح نہ کر سکی۔ ایسا ہی ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم محاصرہ غارِ ثور کے وقت آسمان پر نہیں گئے بلکہ خونخوار دشمنوں کی آنکھیں ان کو دیکھ نہیں سکیں اسی طرح مسیح بھی صلیب کے وقت آسمان پر نہیں گیا بلکہ صلیب اس کو قتل نہیں کر سکا غرض ان تمام نبیوں میں سے کوئی بھی مصیبتوں کے وقت آسمان پر نہیں گیا، ہاں آسمانی فرشتے اُن کے پاس آئے اور انہوں نے مدد کی۔ یہ واقعات بہت صاف ہیں اور صاف طور پر ان سے ثبوت ملتا ہے کہ حضرت مسیح

جہاں تک مسیحی کلیسا کا تعلق ہے اُس کے لیڈروں نے ایک طرف تو قبرِ مسیح کو فرضی چبوترہ قرار دیا "ضریت عیسوی" از پادری اکبر مسیح (۱۵۵۰) دوسری طرف ایک سازش یہ کہ پادری مارٹن کلارک کے ذریعہ اگست ۱۸۹۷ء میں آپ کے خلاف اقدامِ قتل کا ایک جھوٹا مقدمہ دائر کر دیا جس میں بعض علماء سے بھی آپ کے خلاف گواہی دلوائی جنہیں بعد کو انگریزی حکومت نے چار مرتبہ زمین سے بھی نوازا۔

(اشاعت السنتہ جلد ۱۸ نمبر صفحہ ۱۷۸ مولانا محمد حسین صاحب بٹالوی ایڈوکیٹ اہل حدیث)
عیسائیوں نے تو یہ ٹوٹی ہوئی مقدمہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو تختہ دار پر لٹکانے کے لیے کھڑا کیا تھا مگر اللہ تعالیٰ نے گورداسپور کے جج مسٹر ولیم ڈگلز (پہلا ٹوس ثانی) کے دل پر ایسا تصرف کیا کہ انہوں نے آپ کو باعزت طور پر بری کر دیا۔ نیز کہا کہ آپ ان عیسائیوں پر مقدمہ کر سکتے ہیں۔ مگر آپ نے فرمایا :-

"میں مقدمہ کرنا نہیں چاہتا۔ میرا مقدمہ آسمان پر دائر ہے"

(لیکچرِ نصیحت ص ۲۲)

بشپ لیفرائے کی شکست اور اسلام کی فتح مبین

اس واقعہ پر ابھی تین سال بھی نہیں ہوئے تھے کہ ۲۵ مئی ۱۹۰۷ء کو اسلام اور عیسائیت کے اس دائر شدہ مقدمہ کا پہلا فیصلہ صادر ہو گیا اور وہ اس طرح کمشور بشپ پادری جارج ایفرڈ لیفرائے (۱۸۵۴ء - ۱۹۱۹ء) نے لاہور میں دھوم دھام سے ایک پبلک لیکچر دیا کہ محمد صاحب تو فوت ہو چکے اور اُن کی قبرِ مدینہ میں موجود ہے مگر یسوع مسیح کی نسبت خود مسلمانوں کو مُسَلَّم ہے کہ وہ آسمان پر زندہ موجود ہیں۔ تقریر کے بعد سوالات کا موقع دیا گیا جس پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مُخلص مرید اور مُحب صادق جنہوں نے کچھ عرصہ بعد احمدیہ مسلم مشن امریکہ کی بنیاد رکھی یکایک کھڑے ہو گئے اور

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قلم مبارک کا کھنکا ہوا مضمون پڑھ کر سنایا۔ یہ مضمون حضور نے اس جلسہ سے صرف ایک دن قبل تحریر فرمایا تھا جسے وہ راتوں رات قادیان سے چھپوا کر عین وقت پر لاہور پہنچے تھے، اس مضمون کی ایک خصوصیت یہ تھی کہ اس میں بشپ صاحب کی پوری تقریر کا مسکت جواب موجود تھا۔ لوگ حیران تھے کہ بشپ صاحب کی تقریر کے خاتمہ پر اتنا زبردست مضمون چھپ کر شائع کیسے ہو گیا۔ حضرت اندسٹ نے اپنے اس پُر شوکت مضمون میں یسوع مسیح کی ذات کے ناقابل تردید ثبوت دیے اور بتایا کہ زندہ نبی صرف محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جن کی تاثیرات و برکات کا ایک زندہ سلسلہ قیامت تک جاری ہے اور اس کا ایک زندہ نمونہ میں موجود ہوں کہ کوئی قوم اس بات میں میرا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ مضمون کے آخر میں حضور نے تحریر فرمایا:-

”خدا نے مجھے بھیجا ہے کہ تائیں اس بات کا ثبوت دوں کہ زندہ کتاب قرآن ہے اور زندہ دین اسلام ہے زندہ رسول محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم جو دیکھو میں آسمان اور زمین کو گواہ رکھ کر کہتا ہوں کہ یہ باتیں سچ ہیں اور خدا ہی ایک خدا ہے جو کلمہ لا الہ الا اللہ میں پیش کیا گیا ہے۔“

(مجموعہ اشتہات جلد ۲ ص ۲۶۷ ناشر الشکر الاسلامیہ بلوچ)

جو نبی یہ مضمون ختم ہوا فضا ”اسلام زندہ باد“ کے نعروں سے گونج اٹھی اور بشپ لیفرائے کے چہرہ پر ہواٹیاں اڑنے لگیں اور انہوں نے صرف یہ کہہ کر اپنی جان بچائی کہ معاملہ ہوتا ہے تم مرزائی ہو۔ ہم تم سے گفتگو نہیں کرتے ہمارے مخاطب عام مسلمان ہیں، اس وقت مجمع میں مسلمانوں نے جن کی ایک کثیر تعداد موجود تھی بالاتفاق کہا کہ مرزائی اگرچہ کافر ہیں مگر آج اسلام کی عزت انہوں نے رکھ دکھائی ہے۔

(الحکم ۴۱ مئی ۱۹۷۷ء ص ۷، کالم ۱)

بھنیر ایک دہند کے ایک نامور عالم جناب مولانا نور محمد صاحب نقشبندی حشری
مالک السراج المطایع ذہنی نے اسلام کی عیسائیت کے مقابل اس نمایاں فتح کا ذکر نہایت
دلورہ لکھ کر اور پھر جو اس الفاظ میں فرمایا ہے جس سے اس زبردست معرکہ کی حقیقی عظمت
کا پتہ چلتا ہے اس پر غور فرمادو۔

کے زمانہ میں یورپی بیفرائے پادریوں کی ایک بہت
بڑی جماعت نے کرا اور حلف اٹھا کر ولایت سے چلا کر تھوڑے عرصہ
میں تمام ہندوستان کو عیسائی بنا لوں گا۔ ولایت کے انگریزوں سے
روپیہ کی بھت بڑی مدد اور آئندہ کی مدد کے مسلسل وعدوں کا اقرار
لیکر ہندوستان میں داخل ہو کر بڑا ظلم برپا کیا۔۔۔۔۔ حضرت عیسیٰ

کے آسمان پر بحکم خلی زندہ موجود ہونے اور دوسرے انبیاء کے زمین
میں دفن ہونے کا حملہ عوام کے لیے اُس کے خیال میں کارگر موات
مولوی علامہ احمد فاضل دہلی نے لکھے اور اس کی جماعت سے کہا کہ عیسیٰ
جس کا تم نام لیتے ہو دوسرے انسانوں کی طرح سے فوت ہو کر دفن
ہو چکے ہیں اور جس عیسیٰ کے آنے کی خبر ہے وہ میں ہوں پس اگر تم

سعادت مند ہو تو مجھ کو قبول کر لو۔ اس ترکیب سے اس نے
نے بیفرائے کو اس قدر تنگ کیا کہ اُس کو پیچھا چھڑانا مشکل
ہو گیا اور اس ترکیب سے اُس نے ہندوستان سے
بے کمر ولایت تنگ کے پادریوں کو شکست دے

حملہ کی زد سے بچ گئے بلکہ خود عیسائیت کا طلسم اُٹھوا کر
اُڑنے لگا۔۔۔۔۔ غرض مرزا صاحب کی یہ خدمت الہیہ
نسلوں کو گرانبارا حسان رکھے گی کہ انہوں نے فہمی جہاد کرنے
والوں کی پہلی صف میں شامل ہو کر اسلام کی طرف سے قرآن
مداغت ادا کیا اور ایسا لڑ پھر یا دو گار چھوڑا جو اس وقت
تک کہ مسلمانوں کی گوں میں زندہ تھیں رہے اور جمہوریت
اسلام کا جذبہ اُن کے شعائر قوی کا عنوان نظر آئے قائم
رہے گا۔

(اخبار دُکُل "امرتہر مئی ۱۹۱۰ء" بحوالہ برتر قادیان ماہ جون ۱۹۱۰ء ص ۳)
۵۔ وہ کار صلیب محمد کا ہے غلام ماسر ہے خدا کا اُمت کا ہے امام
جاری ہوئے ہیں جس سے محمد کے فیض مام افروز گفروہ بل کی ترکی ہوئی تمام
افواج محمد کا کماندار ہیں ہے
اب مہمنوں کا قافلہ سالار یہی ہے

اسلام اور عیسائیت کی جنگ اور دو عظیم تغیرات

محمدی فوجوں کے اس روحانی سپہ سالار کے انتقال پر شتر برس گزر چکے
ہیں۔ اس عرصہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جدید علم کلام کے نتیجہ میں مذہبی
دنیا کے اندر زبردست علمی و عملی انقلابات رونما ہو چکے ہیں جن کی تفصیل نہایت ایمان
افروز اور ایک مستقل اور مبسوط مقالے کا تقاضا کرتی ہے، مگر یہ مضمون ختم کرنے سے
پیشتر اس قدر بتا ضروری سمجھتا ہوں کہ اسلام اور عیسائیت کی اس جنگ میں دو عظیم تغیرات
نمایاں طور پر ابھر آئے ہیں، ایک تو یہ کہ عیسائیت کے مقابل اسلام کی فتوحات کا نظریہ

دیکھنے کے بعد مسلمانوں کے بہت سے دینی راہنما، مفکر اور اہل قلم وفاتِ مسیح کے قائل ہو چکے ہیں، بلکہ اپنی تصانیف اور تقاریر اور مکاتیب میں اس حقیقت کا اعتراف کر چکے ہیں کہ عقیدہ حیاتِ مسیح قطعی طور پر عیسائیت کی سازش سے اسلام میں شائع کیا گیا ہے۔ بعض مسلمان شخصیتوں نے نہ صرف قریم کی تحقیق پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو خراجِ تحسین ادا کیا ہے بلکہ اس پر مستقل لٹریچر بھی شائع کیا ہے اور اس سے بڑھ کر یہ کہ ایک طبقہ نے نزولِ مسیح کی حدیث کا ترجمہ ہی یہ کیا ہے کہ:

”عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام انصاف کر نیوالے حاکم کی حیثیت میں پیدا ہوں گے“

(”خطبات نبوی“ از مولانا عبدالقیوم ندوی ص ۴۳، ”سیرت اربعہ“ از مولانا نسیح احمد عفری ص ۵۹۵)

نظر یہ وفاتِ مسیح کی مقبولیت دنیائے اسلام میں

علمی افکار کی یہ بھاری تبدیلی عرب و عجم کے بہت سے مسلم زعماء اور مدبرین میں ہو چکی ہے۔ اس سلسلہ میں بعض ممتاز شخصیتوں کے نام یہ ہیں:

۱۔ مسلم ورلڈ لیگ کمیٹی (Muslim World League Mecca) اور ”اسلامک سنٹر

جنیوا“ (Islamic Centre Geneva) کے علامہ محمد اسد، ۲۔ مصر کے شہرہ آفاق صحافی

اور عالم جناب رشید رضا ایڈیٹر رسالہ ”النار“، ۳۔ الاستاذ محمد ثلثت سابق مفتی مصر

۴۔ الاستاذ احمد العجز، ۵۔ الاستاذ مصطفی الراغی جامعہ ازہر، ۶۔ لبنان کے

نامور عالم الاستاذ عباس محمود، ۷۔ سید قطب راہنمائے انخوان المسلمین، ۸۔ الدکتور

محمود بن الشریف پروفیسر کنکس کالج مصر، ۹۔ عالم ازہر سعد محمد حسن وزارت معارف

مصر، ۱۰۔ محمد الغزالی (مصری ادیب)، ۱۱۔ فلسطینی عالم الشیخ عبداللہ القیساوی غزہ، ۱۲۔

ایرانی عالم جناب زین الدین راہنما مترجم قرآن، ۱۳۔ انڈونیشیا کے عالم حاجی

عبد الکریم امر اللہ ۱۵۔ شیخ عبداللہ صالح چیف قاضی کینیا۔

برصغیر پاک و ہند کے جو علماء فضلاء اور ادباء وفاتِ متبحر کا مسلک اختیار کر چکے

ہیں ان میں سے مولانا عبید اللہ صاحب سندھی، مولانا ابوالکلام صاحب آزاد
 "امام الہند" علامہ غایت اللہ خاں صاحب مشرقی بانی خاکسار تحریک، علامہ نیاز
 فتح پوری، جناب محمد یسین صاحب ایم۔ اے۔ ایل ایل بی۔ پی اےچ ڈی ریسرچ سکالر،

لے مآخذ: "دی مسیج آف دی قرآن" از محمد اسد

(The Message of the Quran, by Mohammad Asad)

"المنار" جلد ۱۵ صفحہ ۹۰۰ - ۹۰۱

"الفتاویٰ" صفحہ ۵۶ - ۵۷، ناشر الادارۃ العامة للثقافة الاسلامیة بالادھر قاہرہ

نوٹو تحریر (رسالہ) کیا حضرت مسیح علیہ السلام زندہ ہیں ص ۲۳ از مولانا شیخ نور احمد صاحب نیز مبلغ بلاذریہ

"تفسیر المراغی" صفحہ ۱۹۵

"حیاۃ المسیح" از عباس محمود عقاد صفحہ ۲۱۳

"فی ظلال القرآن" جلد ۲ صفحہ ۶۶ از سیّد قطب مطبوعہ لبنان

"الادیان فی القرآن" از دکتور محمد بن الشریف مطبوعہ دارالمعارف مصر ص ۲۱۰ تا ۲۱۴

المہدیۃ فی الاسلام ص ۳۸ مطبوعہ دارالکتب العربیہ مصر

"نظرات فی القرآن" محمد الغزالی ناشر دارالکتب الحدیثہ اش الجبوریۃ بالقاہرہ

"انکار مومنین فی حقائق الدین" مطبوعہ فلسطین

"ترجمہ قرآن فارسی" از رین الدین صاحب رامنا ایران

"القول الصحیح" از حاجی عبدالکریم امر اللہ مطبوعہ اندونیشیا

سہ ماہی رسالہ "صوت الحق" نیروبی ذیقعد ۱۳۹۸ھ مطابق اکتوبر ۱۹۷۸ء

پروفیسر فدا محمد حسنین صاحب ایم۔ اے۔ ایل ایل بی۔ ڈائریکٹر محکمہ آثار قدیمہ سرنگرد
رکن بین الاقوامی کانگریس، عبدالوحید خاں صاحب مصنف کتاب ”عیسائیت“، مولانا
محمد اسماعیل صاحب ندوی اور غلام احمد صاحب پرویز مدیر طلوع اسلام“ خاص طور پر
قابل ذکر ہیں۔

شخصیت مسیح کے متعلق جدید علمی اکتشافات

دوسری عظیم الشان تبدیلی جو گذشتہ ستر سال میں واقع ہوئی وہ یہ ہے
کہ اس عرصہ میں ایسے ایسے زبردست علمی اور تاریخی اکتشافات ہوئے کہ حضرت مسیح کی
مسیبی موت سے نجات آپ کے سفر کشمیر اور آپ کی قبر سے متعلق تحقیق پر گویا دن چڑھ

لے (ماخذ:- ”الهام الرحمن“ جلد ۲ صفحہ ۲۳۰ از مولانا سندی

”ملاحظات آزاد“ ص ۱۳، ”نقش آزاد“ ص ۱۰۲

”قول فیصل“

”ملاحظات نیاز“ ص ۸۳

مسٹر ریاض کشمیر (”MYSTERIES OF KASHMIR“)

ناشر قیصر پبلشرز سرنگرد ۱۹۷۲ء

(TRUTH ABOUT THE CRUCIFICATION)

(ناشر مسجد فضل لندن)

”عیسائیت“ صفحہ ۵۹-۶۴ ناشر اسلامک پبلیکیشنز لاہور ۱۹۷۵ء

”النقدیانیہ“ از محمد اسماعیل ندوی ص ۱۰۶

گیا۔ مثلاً وادیِ قرآن کے صحیفے، تصاویر حضرت مسیح ناصری، کفنِ مسیح، حضرت مسیح کی نظموں کا مجموعہ اور ہرات میں قدیم ترین انجیل کی دریافت۔

یہ انجیل احادیثِ مسیح کے ہم سے ہے جو ایران و افغانستان کی سرحد پر نواحِ ہرات میں آباد ایک قدیم عیسائی فرقہ کے پاس محفوظ ہے جو مسلمان ہو چکا ہے اور اپنے تئیں مسلمان عیسائی کہتے ہیں۔ ان لوگوں کا عقیدہ ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام صلیب سے بچ گئے اور کینعان سے ہجرت کر کے ہرات میں آئے جہاں ان کا سلسلہ قائم ہوا، ان کی وفات کشمیر میں ہوئی اور ”یوز آسف“ سے مراد آپ ہی ہیں اور اسی نسبت سے آپ عیسیٰ ابن مریم ناصری کشمیری کہلاتے۔

(اینگ دی ڈرویشز ("AMONG THE DERVISHES") یعنی "درویشوں کے درمیان" مصنف میکائل برک (MICHAEL BURKE) شائع کردہ انگلینڈ پریس لندن (OCTAGON PRESS LTD, LONDON) لیڈ

خدا تعالیٰ کی قادرانہ تجلیات کا ایمان افروز منظر

خدا تعالیٰ کی قادرانہ تجلیات ملاحظہ ہوں کہ کسرِ صلیب کے لیے یہ بدیہی شہادتیں خود عیسائی دنیا کے محققین کے ذریعہ ظاہر ہوئیں اور سب سے بڑھ کر یہ تغیرِ عظیم ہوا کہ چوٹی کے عیسائی پادریوں نے "حیاتِ مسیح" کے عقیدہ کے خلاف بغاوت شروع کر دی، اور یسوع مسیح کی آمدِ ثانی سے انکار کر دیا۔ صلیب کو غیر مسیحی نشان قرار دیا اور اُسے قابلِ احترام سمجھنے یا لگنے میں لٹکائے رکھنے کے خلاف صدائے احتجاج بلند کر دی۔

کتابِ سچائی "ناشر واپچ ٹاور ہامیل اینڈ ٹرکیٹ سوسائٹی آف نیویارک ۱۹۶۸ء انگریزی ۱۹۷۲ء اردو ۱۹۷۲ء

۱۔ اس مجموعہ میں سیدنا حضرت مسیحؑ دنیا سے مخاطب ہیں اور فرماتے ہیں مجھے مارنے کی کوشش کی گئی مگر میں زندہ نہ بچ گیا پھر لکھا ہے کہ وہ ایک بند چوٹی پر کھڑا ہو گیا اور اس نے اپنی آواز دنیا کے ایک کنارے سے دوسرے کنارے تک پہنچائی۔

(The Lost Books of the Bible Part II p. 134)

پروڈین یونیورسٹی کی ایک فاضل عیسائی لیکچرار نے بی۔ بی۔ سی۔ لندن سے تقریر کی کہ مسیح
مسیح کے آسمان پر جانے کا خیال محض ڈھونگ ہے۔ ”ذرائع وقت“ ۲۰ جنوری ۱۹۵۵ء

اور مشہور عیسائی محقق رابرٹ گریوز اور جوشوا پودرو (ROBERT

GRAVES & JOSHUA PODRO) نے تاریخی اور سائنسی شواہد سے ثابت

کیا کہ حضرت مسیح کے گوشت پوست وائے جسم میں میکانیکی امداد کے بغیر پرواز ناممکن تھی
اور اُن کے جسم کے قوری طور پر غیر مادی صورت میں تبدیل ہونے کے نتیجہ میں ایسی
طاقت پیدا ہونا لازمی تھی جو یروشلم اور فلسطین کو تباہ کر کے رکھ دیتی اور یہ ایک حادثہ
ہے جو تاریخی طور پر وقوع پذیر نہیں ہوا۔ پس اُن کے آسمان پر جانے کا خیال جو ہماری
طبعیات کے منافی ہے۔ (Jesus in Rome)

عیسائی پادری قریبا پانچ سو سال سے قبر مسیح کو فرضی چبوترے کا نام دیکر مذاق
اڑا رہے تھے، لیکن اب دنیا بدل چکی ہے کیونکہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قادر
اور زندہ خدا نے یورپ کے تبلیث کدوں میں لیڈس لاؤ فلپ ایم ڈی پراک
چیکوسلوواکیا (LADISLAV FILLIP M.D) ریجنالڈ چارلس سکال فیلڈ
(REGINALD CHARLES EVERARD SKOL FIELD) (لینکا شہر)

اور انڈریاس فیر کاٹیزر (ANDREAS FABER KAISER) جیسے محقق و

منکر پیدا کر دیئے ہیں جنہوں نے لندن کی تاریخی کسر صلیب کا نفرنس کے دوران
فاضلانہ مقالے پڑھے اور جو ذاتی تحقیق کے بعد اس قطعی نتیجہ تک پہنچے ہیں کہ حضرت
مسیح کی قبر یقیناً سرینگ میں ہے۔ مسٹر سکال فیلڈ نے یہ بھی اعتراف کیا ہے کہ اس
تحقیق کا سہرا حضرت بانی احمدیت کے سر ہے جنہوں نے اس مقبرہ کی نشان دہی
کی اور اپنی بصیرت سے کام لے کر تمام تعصبات کا پردہ چاک کر دیا۔

قیصر کاٹیزر موازنہ مذہب کے مشہور ہسپانوی سکالر ہیں آپ قبر مسیح کی

تحقیق کے لیے خود کشمیر گئے اور انتہائی محنت و قابلیت سے معلومات جمع کر کے ایک کتاب شائع کی جس کا نام ہی یہ رکھا (JESUS DIED IN KASHMIR) یسوع کشمیر میں فوت ہوئے۔

ایک حیرت انگیز بات یہ ہے کہ امریکہ کے ایک نہایت مستند مسیحی ادارہ نے جو دنیا کے مشہور عیسائی سکالرز پر مشتمل تھا، کئی برسوں کی تحقیق کے بعد یہ انکشاف کیا کہ مرقس اور لوقا کی وہ آیات جن میں مسیح کے آسمان پر جانے کا ذکر ہے سراسر جھوٹی، وضعی اور جعلی ہیں۔

صُورِ مَسِیح سے متعلق الحاقی آیات کا اخراج

امریکی چرچ کی نیشنل کونسل نے اس تحقیق کی بنا پر ایک نیا معیاری اور مستند ترجمہ ”ریوائرڈ سٹینڈرڈ ورژن“ (Revised Standard Version) کے نام سے شائع کیا اور اس میں سے علاوہ دیگر کئی الحاقی آیات کے ان آیات کو بھی متن سے خارج کر دیا جس نے عیسائیت کے تمام حلقوں میں صفِ ماتم پچھا دی ہے۔ چنانچہ برصغیر کے بعض مسیحی لیڈروں نے حال ہی میں نہایت خوفزدہ ہو کر لکھا ہے کہ:

مترجمین کے سامنے ایک ہی مقصد تھا کہ جہاں تک ہو سکے کلامِ مقدس میں سے وہ تمام آیات حذف کر دی جائیں جن سے خداوند یسوع کا تجسُّم، الوہیت، کفارہ، مردوں میں سے زندہ ہونا اور آسمان پر صعود فرمانا ثابت ہوتا ہے تاکہ خداوند یسوع مسیح کی دوبارہ آمد مشکوک ہو جائے اور خداوند کو وہی حیثیت حاصل رہے جو دوسرے انبیاء کو حاصل ہے اور انہوں نے اس طرح خداوند مسیح کی الوہیت اور

پاکیزگی اور فوق البشر ہونے کا انکار کیا ہے اور یہ ایک ایسی مذموم
جسارت ہے کہ اس کی موجودگی میں مسیحیت کی ساری عمارت
دھڑام سے گر جاتی ہے۔

(ماہنامہ ”کلام حق“ گوجرانوالہ بابت اپریل ۱۹۷۷ء ص ۷)

حضرت مہدی موعودؑ کی ایک پُر جلال پیشگوئی

عالمی سطح پر سچی طرح کی یہ زبردست تبدیلی جس کا تصور بھی قبل ازیں ناممکن
تھا اسلام، قرآن اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت و حقانیت پر ایک
زندہ نشان ہے کیونکہ حضرت مہدی موعود علیہ السلام نے خدا سے علم پاکر پہلے سے اس
کی خبر دے دی تھی، چنانچہ حضورؐ نے ۱۹۰۳ء میں یہ پُر جلال پیشگوئی فرمائی :-

”یاد رکھو کہ کوئی آسمان سے نہیں اترے گا اور ہمارے سب مخالف

جواب زندہ موجود ہیں وہ تمام مرگے اور کوئی اُن میں سے عیسیٰؑ

بن مریم کو آسمان سے اترتے نہیں دیکھے گا اور پھر اُن کی اولاد جو

باقی رہے گی وہ بھی مرگے اور اُن میں سے بھی کوئی آدمی عیسیٰ بن مریم

کو آسمان سے اترتے نہیں دیکھے گا اور پھر اولاد کی اولاد مرے گی۔

اور وہ بھی مریم کے بیٹے کو آسمان سے اترتے نہیں دیکھے گی، تب

خدا اُن کے دلوں میں گھبراہٹ ڈالے گا کہ زمانہ صلیب کے غلبہ

کا بھی گزر گیا اور دنیا دوسرے رنگ میں آگئی مگر مریم کا بیٹا

عیسیٰ اب تک آسمان سے نہ اُترا۔ تب دانشمند یک دفعہ اس عقیدہ

سے بیزار ہو جائیں گے اور ابھی تسیری صدی آج کے دن

سے پوری نہیں ہوگی کہ عیسیٰ کے انتظار کر نیوالے کیا مسلمان

اور کیا عیسائی سخت نوید اور بدظن ہو کر اس جھوٹے
 عقیدہ کو چھوڑیں گے اور دنیا میں ایک ہی مذہب ہوگا
 اور ایک ہی پیشوا۔ میں تو ایک تختہ ریزی کرنے آیا ہوں
 سو میرے ہاتھ سے وہ تختہ بویا گیا اور اب وہ بڑھے گا اور
 پھولے گا اور کوئی نہیں جو اس کو روک سکے۔
 (”تذکرۃ الشہادتین“ صفحہ ۶۵)



نام کتاب وفاتِ مسیحؑ اور اچھا اسلام
 مصنف مولانا دوست محمدؒ شاہ بد مورخ احمدیت
 مطبع ہفتہ پرنٹر لاہور۔
 تاریخ طبع مارچ ۱۹۷۹ء
 ناشر جماعت احمدیہ کراچی
 ملنے کا پتہ
 الشریکۃ الاسلامیہ ربوہ ضلع جھنگ